إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ... قادیان

فی پرچہ ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ... حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ... نے ... جاری فرمایا۔

نمبر ۳	مورخہ ۸ جولائی ۱۹۲۷ء	یوم جمعہ	مطابق ۷ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور کی رقم فرمودہ حالات موجودہ کے متعلق اہم اور ضروری ہدایات بھیجی جا رہی ہیں۔ بیرونی احباب کو سرگرمی کے ساتھ ان پر عمل کرنا چاہیئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے ماہ جون ۱۹۲۷ء میں ہر قسم کی مدات میں مبلغ ۱۸۳ روپیہ ۲ آنہ ۳ پائی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ہوا۔ گذشتہ سال ماہ جون ۱۹۲۶ء میں ۶۷۱ روپیہ ۷ آنہ ۳ پائی وصول ہوا تھا۔ یہ ترقی جماعت کے اخلاص اور اسکی قربانی پر دلالت کرتی ہے۔ اس روپیہ میں کارکنوں کا چندہ ماہواری شامل نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل احباب جنہوں نے وصولی کی کوشش کی ہے۔ قابل تعریف ہیں۔

مستری عبدالرحمٰن صاحب۔ حکیم محمد عمر صاحب۔ مولوی فضل الٰہی صاحب۔ شیخ نور الدین صاحب۔ میاں عبداللہ خان صاحب افغان۔ چودھری جلال الدین صاحب۔ میاں خیر الدین صاحب۔ جناب ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب۔ منشی امام الدین صاحب۔ مولوی سکندر علی صاحب۔

اخبار احمدیہ

ایم۔ اے میں کامیابی مولوی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ہیڈ ماسٹر گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ جو بہت مخلص نوجوان ہیں۔ اور جنہوں نے خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ اس سال پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

صیغہ تجارت کا اعلان مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء میں تجارتی تجاویز کے متعلق ایک نہایت ضروری گشتی چٹھی نمایندگان مجلس و سکرٹری صاحبان کے نام بھیجی گئی تھی۔ جس کے ساتھ ہی جوابی فارم بھی چھپوا کر لگا دیا تھا۔ تاکہ احباب فوراً جواب بھجوا سکیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اس وقت تک سوا تین سو کے قریب چٹھیوں میں سے صرف چند جواب ملے ہیں۔

لہذا بطور یاد دہانی تحریر ہے۔ کہ جن جن احباب کو یہ چٹھی پہنچی ہو۔ وہ فی الفور اس کے متعلق مقامی جماعت یا حلقہ سے بعد رائے جواب ارسال کریں۔ اور نمایندگان مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء بالخصوص توجہ فرماویں۔

نیز اگر کسی صاحب کو یہ ضروری چٹھی نہ پہنچی ہو۔ تو اپنا مکمل پتہ بھیجکر منگوالیں۔ نہایت ضروری و اہم ہے۔

(مرزا شریف احمد۔ ناظر تجارت و صنعت۔ قادیان۔ پنجاب۔)

شکریہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اور احباب کرام کی خاص توجہ و دعا کی برکت سے ہر سہ مقدمات جن کی کامیابی کے لئے عاجز نے حضرت اقدس اور احباب کرام کی خدمت میں گذشتہ رمضان المبارک میں دعا کے لئے درخواست کی تھی۔ معجزانہ رنگ میں عاجز کے حق میں انجام پذیر ہو گئے ہیں۔

خاکسار حضرت اقدس اور احباب کرام کی اس شفقت و التفات کا جو عاجز کے ساتھ اس بارہ میں فرمائی ہے۔ تہدل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

خاکسار

مظفر الدین۔ خلف جناب میاں تاج الدین صاحب مرحوم

ڈاکٹر اقبال علی صاحب احمدی انچارج شفاخانہ بارہ بنکی یو۔پی۔ نے ہمدردی اور اخلاص کا قابل تقلید نمونہ دکھایا ہے۔ جو بہت قابل شکریہ ہے۔ کسی جگہ لوہے کی چارپائیاں نیلام ہو رہی تھیں۔ تین چارپائیاں اس نیت سے خرید کر لیں۔ کہ نور ہاسپٹل کو بھیجی جائیں گی۔ چنانچہ سینکڑوں میلوں سے وہ چارپائیاں بذریعہ ریل بھیجدیں۔ احباب اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے ہاسپٹل کے لئے مختلف اشیاء جو وقتاً فوقتاً الفضل میں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ بھیجنے کی کوشش فرمایا کریں۔ خاکسار حشمت اللہ ؛

تلاش عزیز

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت اعلان کیا جاتا ہے۔

ایک نوجوان جس کا نام محمد حمید ہے۔ تعلیم یافتہ اور خوش الحان ہے۔ ڈلہ متصل قادیان کا رہنے والا ہی کچھ عرصہ سے مفقود الخبر ہے۔ اس کے والد صاحب اس کی مفارقت کی وجہ سے سخت نحیف ہو گئے ہیں۔ اس کا اگر کہیں پتہ لگے۔ تو حضور کو اطلاع دی جائے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ میں اس کے متعلق معلوم ہوا تھا۔ کہ سکندر آباد میں تھا۔ اس کے بعد کچھ پتہ نہیں لگا۔ احباب خاص طور پر اس کی تلاش کریں۔

(۲) ماسٹر محمد اکرام صاحب ولد عبدالمجید صاحب ساکن کپورتھلہ ایف۔ ایس۔ سی پاس میڈیکل کالج لاہور میں دو سال تعلیم پائی ہے۔ کچھ دنوں سے عیسائی ہو کر غائب ہو گئے ہیں۔ مندرجہ ذیل حلیہ ہے۔ احباب تلاش کر کے مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ لمبا قد۔ رنگ گورا عمر ۲۵ سال کے قریب۔ جسم دبلا پتلا کان پر داغ ہے۔ ٹوپی انگریزی کیپ۔ قمیص کوٹ اور سفید بوٹ پہنتے ہیں۔ احمدیہ جماعت کو چاہیئے۔ کہ ان کی تلاش میں کوشش کرے۔ پتہ:۔ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب۔ ایچ۔ ایم۔ بی فرشن اینڈ ٹیلر فیروزپور چھاؤنی ؛ (قائم مقام ناظر اعلیٰ ؛)

رجسٹر آمد و خرچ

دو رجسٹر مطبوعہ مجلد آمد و خرچ کے میرے مکان پر کوئی مہمان دوست بھول گئے ہیں۔ جس صاحب کے ہوں۔ منگوالیں۔ مفتی محمد صادق ؛

داخلہ میڈیکل سکول آگرہ

۱۲ جولائی کو داخلہ ہوگا۔ تمام درخواستیں بنام پرنسپل میڈیکل سکول آگرہ آنی چاہئیں۔ پراسپکٹس اور application form بھی پرنسپل کے نام خط لکھکر منگوائے جائیں۔ احمدی طلباء کو یہاں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہاں داخلہ میٹرک کا اتنا لحاظ نہیں ہوتا۔ جتنا General proficiency کا ہوتا ہے۔ انگریزی میں گفتگو اچھی طرح کرنی آنی چاہیئے۔ خاکسار نذیر احمد احمدی تھرڈ ایئر ملٹری میڈیکل سٹوڈنٹ۔ آگرہ ؛

ضلع شاہ پور کی جماعتہائے احمدیہ

ان جماعتوں کی طرف قریشی امیر احمد صاحب کو دورہ کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ امید ہے۔ کہ سب احباب ان کے کام میں سہولت بہم پہنچائیں گے۔ اور حتی المقدور امداد دیں گے۔ والسلام ؛ عبدالمغنی ناظر بیت المال ؛

درخواستہائے دعا

بندہ کی روحانی وجسمانی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ فضل احمد پنجاب ہجنٹ ہانگ کانگ

(۲) چند یوم سے ذات الجنب سے بیمار ہوا تھا۔ درد کا آرام ہو گیا۔ مگر بخار کی شکایت باقی ہے۔ دعا فرمائیں۔ کہ خداوند تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ عطا محمد احمدی۔ از ڈپو بصرہ ؛

(۳) ایک سال ہونے کو ہے۔ کہ میرا جسم ٹوٹتا رہتا ہے۔ علاج بھی برابر جاری ہے۔ مگر کوئی آرام کی صورت نظر نہیں آتی۔ سب بہنیں اور بھائی دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ صحت دے۔ بیگم مسعود از دہلی ؛

پتہ

شیخ محمود احمد صاحب مصری احمدیہ مشنری ان دنوں ضلع ملتان میں تبلیغ کے لئے مقرر ہیں۔ جن کا پتہ یہ ہے معرفت شیخ فضل الرحمٰن صاحب اختر۔ احمدی۔ ملتان چھاؤنی ؛

اعلان نکاح

(۱) ۲۷ رمئی ۱۹۲۷ء۔ منشی سید کریم بخش صاحب ابن مولوی سید رسول بخش صاحب کا نکاح مولوی سید عبدالرحیم صاحب مرحوم سونگھڑہ کی لڑکی عصمت خاتون سے بعوض مبلغ آٹھ سو روپیہ مہر پر مولوی سید ضیاء الحق صاحب بی۔ اے امیر جماعت احمدیہ کٹک نے پڑھا۔ سید صمصام الدین احمد۔ از سونگھڑہ ؛

(۳) چودھری نظام الدین پسر چودھری الٰہی بخش صاحب قوم راجپوت ساکن امرتسر کا نکاح مسماۃ نور بیگم بنت چودھری علی بخش خان صاحب قوم راجپوت ساکن [illegible] بعوض مبلغ تین صد روپیہ قرار پایا۔ اور خاکسار نے خطبہ پڑھ کر اعلان کیا۔ خاکسار چودھری غلام محمد۔ سیکرٹری تبلیغ امرتسر ؛

ولادت

مستری نور حسین صاحب ساکن سیالکوٹ۔ ملازم عبادان کے ہاں ۳۰ رمئی ۱۹۲۷ء کو اللہ تعالیٰ نے تیسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو نیک بنائے۔ خاکسار مرزا برکت علی۔ امیر جماعت عبادان ؛

مغفرت

(۱) میاں نظام الدین ملازم جناب چودھری نعمت خان صاحب سینئر سب جج جو قدیم سے ان کا نہایت دیانتدار اور خیر خواہ ملازم اور مخلص احمدی تھا۔ بقضائے الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ اس کی مغفرت کے لئے جماعت کے دوست دعا فرماویں۔ غلام محمد امرتسر ؛

(۲) میری زوجہ بسم اللہ بیگم بعارضہ بخار سرسام ۹ رجون اس جہان فانی سے رحلت کر گئی۔ مرحومہ بہت ہی نیک فطرت اور تابعدار بیوی تھی۔ دو چھوٹے بچے چھوڑ گئی ہے۔ جن میں سے چھوٹے کی عمر ۴ ماہ ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے۔ اور بچوں کو زندگی عطا کرے۔ محمد بوٹا دوکاندار از قادیان ؛

(۳) ۶ رجون ۱۹۲۷ء بوقت شام ۷ بجے برادر عزیز محمد شریف کی اہلیہ عائشہ بیگم دختر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب مرحوم ساکن گوڑیانی کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی ہونہار مڈل پاس نیکوکار احمدیت کی دلدادہ تھیں۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ سید محمد عبدالرحیم محلہ صوفیاں لدھیانہ ؛

(۴) خاکسار کے والد مولوی غلام قادر صاحب ۱۳ رجون کو قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ مرحوم بڑے مخلص اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادموں میں تھے۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد علی اظہر۔ مدرس ہائی سکول قادیان ؛

(۵) خاکسار کے والد مکرم و برادر اکبر جو نہایت مخلص احمدی اور دونوں حاجی تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرماویں۔ خاکسار عبدالقادر [illegible]

(۶) میرا عزیز اور اکلوتا بیٹا جو ۱۱ رنومبر ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوا تھا۔ ۲۷ رجون ۱۹۲۷ء شام کے وقت اپنے حقیقی مولا سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ میرے بچہ کے لئے دعا مغفرت کریں۔ بشیر احمد۔ احمدی مولوی فاضل [illegible]

یکم جولائی کا الفضل

یہ پرچہ شہری احباب کو ایک خاص تعداد میں فروخت و اشاعت کیلئے بھیجا گیا تھا۔ جو احباب فروخت نہ کر سکیں تو وہ پرچے واپس فرما دیں۔ کیونکہ مرکز میں سخت ضرورت ہے۔ اور یہ نمبر ختم ہو چکا ہے۔ دوم اگر مزید ضرورت ہے۔ تو احباب تعداد مطلوبہ سے جلد مطلع فرمائیں تاکہ اتنا پرچہ دوبارہ چھپوایا جا سکے۔ اس پرچہ میں حضرت امام کی جانب مسلمانوں کو موجودہ مشکلات میں رہنمائی اور مسلم اوٹ لک کی مکمل بحث ہائیکورٹ میں درج ہے ؛

الفضل نمبر ۳

یہ پرچہ مورخہ ۸ جولائی کا بھی زیادہ تعداد میں چھپوایا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں اس اہم بادشاہ [illegible] مسئلہ پر حضرت امام کا خطبہ جمعہ چھپا ہے کہ دینی احکام کی تعمیل و حکومت کی اطاعت کس طرح بہم ہو سکتے ہیں جن احباب کو ضرورت ہو۔ مہربانی فرما کر یہ پرچہ جس قدر چاہیں منگوا کر مفت تقسیم کریں مگر جلدی منگوالیں ایسا نہ ہو۔ کہ بعد میں یہ پرچہ ختم ہو جائے۔ یہ ایک خاص مضمون ہے جس سے شان احمدیت و اسلام ظاہر ہے ؛

بیس روپے کا عطیہ

مولوی عبدالحمید صاحب احمدی اسسٹنٹ [illegible] ہمت پر صد آفرین۔ کہ آپ نہایت غریب [illegible] کلرک ہیں مگر محنت کر کے اپنے شوق سے مولوی فاضل کا امتحان دیدیا۔ اور [illegible] پاس ہو گئے۔ آپ نے اس خوشی میں مبلغ بیس روپے اس [illegible] کے خرچ میں عطا [illegible]

(منشی عبدالرحمٰن قمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر [illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۸ رجولائی ۱۹۲۷ء

"پرتاپ" کو گورنمنٹ کی تنبیہ

آریہ اخبار "پرتاپ" لاہور نے حال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے خلاف جو بیہودہ سرائی کی۔ اور جس کے خلاف تمام مسلمان اخبارات نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی۔ اس کا صرف یہ اثر ہوا۔ کہ گورنمنٹ نے اسے فہمائش کر دینا کافی سمجھا۔ اگر کوئی اور اخبار ہوتا۔ اور اسے فہمائش کی جاتی۔ تو ممکن تھا۔ اس پر کچھ اثر بھی ہوتا۔ اور وہ اپنے ناروا اور دلآزار فعل پر نادم ہوتا۔ لیکن "پرتاپ" جسے گورنمنٹ فسادات لاہور سے لے کر اس وقت تک کے تھوڑے سے عرصہ میں تیسری دفعہ فہمائش کرنے کی تکلیف گوارا کر چکی ہے۔ اس پر اتنی سی بات کا کیا اثر ہوگا۔ اور اس طرح اسے اپنے جرم کا کیا احساس ہو سکتا ہے۔

ہم نے اس بارے میں جو مضمون لکھا تھا۔ اس میں گورنمنٹ سے کہا تھا۔ کہ وہ "پرتاپ" کی اس شرانگیزی کو معمولی سمجھ کر اس پر سے یونہی نہ گذر جائے۔ بلکہ اس نے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کو جو ٹھیس لگائی ہے۔ اس کا صحیح اندازہ لگایا جائے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایسا نہ ہوا۔ اور "پرتاپ" کے اس فقرہ کو معمولی سمجھ کر صرف فہمائش کر دینا کافی خیال کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان سطور میں "پرتاپ" نے "رنگیلا رسول" سے بھی بڑھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتے ہوئے مسلمانوں کی دلآزاری کی ہے۔

"رنگیلا رسول" میں اس کے پاجی اور کمینہ مصنف نے جو کچھ لکھا ہے۔ اگرچہ وہ بھی نہایت ہی دل آزار اور شرانگیز ہے لیکن جو کچھ بھی ہے۔ ایک بدباطن اور پلید انسان کی اپنی رائے ہے۔ اس کے نزدیک بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر وہ اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ جو اس نے اپنی ناپاک کتاب میں درج کئے ہیں لیکن "پرتاپ" نے جو کچھ لکھا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خود مسلمان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ انسان جسے اپنا ہادی اور راہنما قرار دیتے اور جس کے ایک ایک لفظ کو اپنے لئے واجب العمل سمجھتے ہیں۔ اس کی زندگی پاک وصاف نہیں بلکہ اپنے اندر رنگیلا پن رکھتی ہے۔ اور اس میں ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں۔ جن پر دوسرے لوگ بجا طور پر نکتہ چینی کر سکتے ہیں۔"

اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی دل آزاری اور کیا ہوگی۔ کہ وہ ہستی جس کے متعلق وہ دوسروں کے منہ سے کوئی ناپاک کلمہ سننا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ اور جسے دنیا کے تمام انسانوں سے پاک اور اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ اسی کے متعلق یہ کہا جائے۔ کہ مسلمان خود اس کی زندگی میں رنگیلا پن سمجھتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ نے اس جرم کے بدلے صرف تنبیہ کر دینا کافی سمجھا۔ جس کا "پرتاپ" پر اگر کچھ اثر ہوا۔ تو یہ کہ اسے اتنا بھی احساس نہیں ہوا۔ کہ اس کے وہ کون سے الفاظ تھے۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی۔ چنانچہ وہ نہایت متمردانہ لہجہ میں مسلمانوں سے یہ دریافت کرتا ہے۔ کہ "کن الفاظ سے انہیں تکلیف پہنچی ہے"۔

اگر یہ الفاظ "پرتاپ" نے واقعی سنجیدگی سے لکھے ہیں اور جان بوجھ کر مسلمانوں سے تمسخر نہیں کیا۔ تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ گورنمنٹ نے تنبیہ میں اسے اتنا بھی نہیں بتایا۔ کہ اس نے کیا فتنہ انگیزی کی۔ اور وہ کس طرح مسلمانوں کی دل آزاری کا مرتکب ہوا۔ اگر یہی مطلب ہے۔ اور یقیناً یہی ہے۔ تو پھر ایسی تنبیہ کا کیا فائدہ۔ تنبیہ سے غرض تو یہ ہو سکتی ہے۔ کہ جسے تنبیہ کی جائے۔ وہ آئندہ اس قسم کی شرارت کرنے سے باز رہے۔ لیکن جو یہ کہہ رہا ہو۔ کہ مجھے معلوم ہی نہیں۔ میں نے کیا کیا۔ اور کیوں مسلمان میرے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ اس سے کس طرح توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ پھر اس قسم کی شرارت نہیں کریگا۔ اور جو تنبیہ اسے کی گئی ہے۔ وہ کارگر ثابت ہوگی۔ حکومت اگر "پرتاپ" کی اتنی بڑی شرارت کے مقابلہ میں اتنی نرمی کا سلوک نہ کرتی۔ تو اسے یہ کہہ کر مسلمانوں کا مذاق اڑانے کی جرأت نہ ہوتی۔ کہ وہ بات ہی کونسی ہے۔ جس پر مسلمان شور مچا رہے ہیں۔ پھر تنبیہ کا اس پر کیا اثر ہو سکتا ہے جبکہ اس قسم کی کئی تنبیہوں کو وہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر چکا ہے۔

ہم پھر گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ اس فتنہ خیزی کے انسداد کیلئے جب تک کوئی مؤثر کارروائی نہ کریگی۔ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ نرم اور بے فائدہ کارروائی کرنے سے فتنہ پردازوں کے حوصلے اور زیادہ بڑھنے لازمی ہیں۔ جس کا ثبوت روزمرہ کے واقعات سے مل رہا ہے۔

"پرتاپ" کی تازہ شرفشانی

کاتب مندرجہ بالا مضمون لکھ چکا تھا۔ کہ لاہور سے اطلاع موصول ہوئی۔ اخبار "پرتاپ" نے اپنے تازہ پرچہ ۳ رجولائی میں ایک اور شرانگیز مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں اشارتاً اور کنایتاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "رنگیلا رسول" کہہ کہہ کر آپ کی شان اقدس میں بیہودہ سرائی کی ہے۔ لاہور کے بازاروں میں اس پرچہ کی اشاعت ہو رہی تھی۔ کہ ہماری جماعت کے بعض معززین کی نظر سے اس کا دل آزار مضمون گذرا۔ جس پر انہوں نے بذریعہ فون افسران مجاز کی توجہ اس کی طرف مبذول کرائی اور گورنمنٹ نے اس پرچہ کو ضبط کر لیا۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہم نے اپنے مندرجہ بالا مضمون میں جو یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ "پرتاپ" کو صرف فہمائش کر دینے سے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلے گا۔ اور وہ اپنی شرفشانی سے باز نہ آئے گا۔ بالکل صحیح نکلا۔ اور اس نے ثابت کر دیا۔ کہ اس قسم کی باتوں کی اسے کوئی پرواہ نہیں۔ مسلمانوں کی دل آزاری اس کا ضروری مشغلہ ہے۔

اب تو گورنمنٹ پر یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جانی چاہیئے۔ کہ آریہ ملک کے امن وامان کو بالکل برباد کرنے کا پورا تہیہ کر چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ ایک فتنہ ابھی دبتا نہیں۔ کہ دوسرا اکھڑا کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں جلد سے جلد مؤثر کارروائی کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور ہم صاف طور پر کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ کسی ایک پرچہ کا ضبط کر لینا ان لوگوں کو شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں سے باز رکھنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ جن کا مقصد اپنی دل آزار اور زہر بجھی تحریروں سے مسلمانوں کو مشتعل کر کے ان کے لئے سامان تباہی پیدا کرنا ہے۔

ابھی چند ہی دن ہوئے۔ گورنمنٹ پنجاب نے اخبار "گورو گھنٹال" کا ایک پرچہ ضبط کیا۔ جس میں مسلمانوں کے خلاف سخت دل آزار نظم شائع کی گئی تھی۔ سرکاری افسر جب اخبار مذکور کے دفتر میں اخبار ضبط کرنے کیلئے پہنچا۔ تو اس کے ہاتھ سوائے دو پرچوں کے جن میں سے ایک ایڈیٹر کے اپنے فائل کے ساتھ تھا۔ اور دوسرا کاتبوں کے فائل کے ساتھ۔ اور کچھ نہ آیا۔ اس طرح نہ صرف وہ غرض پوری نہ ہوئی۔ جو اس پرچہ کے ضبط کرنے سے گورنمنٹ کے پیش نظر تھی۔ بلکہ اخبار مذکور کو تمسخر اڑانے کا ایک اور موقع ہاتھ آگیا۔ چنانچہ گورنمنٹ کی اس کارروائی پر اس نے جس رنگ میں اظہار رائے کیا۔ اس کا نمونہ اس کے تازہ پرچہ ۴ رجولائی سے ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے:-

"گورو گھنٹال اخبار کے سرکار پنجاب نے ۲ پرچے ضبط کیا کئے۔ کہ اس کے ناظرین اور سرپرستوں کے دلوں میں ہمدردی و امداد کی ایک برقی لہر پیدا ہوگئی۔ اور ہر شخص گورو گھنٹال کی امداد کرنے کیلئے تیار نظر آتا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی تحریر کر چکے ہیں۔ ہمیں سرکار کی اس حماقت سے کوئی خاص نقصان

نہیں پہنچا۔ پولیس ہمارے دفتر سے ڈیڑھ آنے کے دو پرچے لے گئی۔ اور ڈیڑھ آنے کا ایک ڈنڈا چھوڑ گئی چونکہ وہ اب تک اسے لینے کیلئے نہیں آئی۔ اس لئے اب ہم اسے گورنمنٹ کی ملکیت سمجھتے ہیں۔ اور لکھ دیتے ہیں۔ کہ ضبطی اخبار سے ہمیں کوئی مالی نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ حساب برابر رہا ہے۔

جن لوگوں کی ذہنیت کی یہ حالت ہو۔ جو مندرجہ بالا سطور سے ظاہر ہے۔ انکا ہر گورنمنٹ کی فہمائش یا کسی پرچہ کی ضبطی کا جو اثر ہو سکتا ہے۔ اسے ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ خاص طور پر اس فتنہ کو روکنے کے لئے کوئی نتیجہ خیز کارروائی کرے۔ اور اس قسم کی کارروائی کو کافی نہ سمجھے جسے یہ شرانگیز اور فتنہ پرداز لوگ سامان مضحکہ سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔

تجارت میں مسلمانوں کی واماندگی

مسلمانوں کی تجارتی واماندگی کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ لاہور جیسے مرکزی اور صوبہ کے دارالصدر شہر میں جہاں ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ تھوک فروش پنساری کی کوئی بڑی اسلامی دوکان نہیں ہے۔ نہ کوئی تھوک فروش انگریزی دوا فروش مسلمان ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ سارے لاہور میں ایک بھی لوہے کی ایسی دوکان کسی مسلمان کی نہیں۔ جہاں سے ہر قسم کی آہنی اشیاء مل سکیں۔ اسی طرح انارکلی ایسے پر رونق بازار میں مسلمان مٹھائی فروش کی کوئی دوکان نہیں رنگساز کی کوئی دوکان نہیں۔ صرافی کی کوئی دوکان نہیں۔ نہ بنائی چارپائیوں اور پلنگ کی کوئی دوکان نہیں۔ پتھر کے کوئلہ کی کوئی دوکان نہیں۔ حتیٰ کہ اناج بیچنے کی بھی کوئی دوکان نہیں۔ اور اناج منڈی کی سب کی سب ہندوؤں کے قبضہ میں ہے۔ میدے کی کوئی دوکان نہیں۔ حتیٰ کہ وہ چیزیں جو عموماً مسلمان ہی تیار کرتے ہیں۔ مثلاً بان اور سوت ان کی بھی کوئی دوکان نہیں۔

جب لاہور جیسے شہر میں تجارتی پہلو سے مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ تو دوسرے مقامات پر جہاں کے مسلمان تعلیم و تمدن کے لحاظ سے لاہور سے بہت پیچھے ہیں جو حالت ہو سکتی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں کیا یہ حالات ابھی اس حد کو نہیں پہنچے۔ کہ مسلمان آنکھیں کھولیں۔ اور اس قومی تباہی سے بچنے کے لئے کوشش کریں۔ جو تجارت کے بالکل ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے منہ کھولے کھڑی ہے مگر مسلمان اب بھی تجارت کو ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کرینگے اور ضروریات زندگی کو خود فراہم کرنے کی قابلیت نہ پیدا کرینگے تو وہ وقت دور نہیں جبکہ ہندوؤں کے پورے غلام بن جائینگے۔

گورنر پنجاب کے خلاف ہندوؤں کا شور و شر

ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے "رنگیلا رسول" کے فیصلہ کے متعلق مسلمانوں کے ایک وفد سے جو ان کے سامنے اپنا دردِ دل بیان کرنے اور اپنا زخمی قلب دکھانے کے لئے گیا تھا۔ ہمدردی کے چند الفاظ کہکر ہندو بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا۔ اب ہندو اخبار اور ہندو لیڈران پر طرح طرح کے الزام لگا رہے ہیں حال ہی میں ہندو سبھا نے ان کے خلاف نہایت بیہودہ الزامات سے پُر ریزولیوشن پاس کیا۔ اور اخبار ٹربیون جو وزیر تعلیم پنجاب مسٹر منوہر لعل صاحب کا اخبار ہے۔ بہت تلخ و ترش الفاظ استعمال کرتے ہوئے ہز ایکسیلنسی سے اپنے الفاظ واپس لینے کا مطالبہ کر رہا ہے۔

ہندوؤں کی اس جرأت اور دلیری پر ہمیں حیرت نہیں۔ کیونکہ ان کے حوصلے حد سے بڑھے ہوئے ہیں لیکن اس بات پر ہمیں حیرت ضرور ہے۔ کہ اگر ہائیکورٹ کے ایک جج کی عزت کی حفاظت کے لئے اس قدر انتظام ضروری سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ ایک آدھ فقرہ کی پاداش میں دو معزز صاحب کو جیلخانہ میں ڈال دیا جائے۔ تو کیا صوبہ کا گورنر ہی ایسا ہے۔ کہ اس کے خلاف ہندو جو چاہیں۔ لکھتے اور کہتے رہیں۔ مگر ان کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ ہندو مہاسبھا صاف اور کھلے الفاظ میں ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب پر یہ الزام لگا رہی ہے۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کے وفد کو جواب دیتے ہوئے جو کچھ کہا۔ وہ مسلمانوں کے متعلق ان کا "مربیانہ رویہ" اور "فرقہ دارانہ احساسات کی حوصلہ افزائی کرنے والا ہے"۔ گویا ہز ایکسیلنسی نے مسلمانوں کے ساتھ خاص رعایت کی ہے۔ اور اس رعایت کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ ہندو مسلمان جھگڑوں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ اسی طرح یہ کہ ہز ایکسیلنسی کا رویہ عدالت عالیہ کی جڑ پر ضرب لگاتا ہے۔ اور یہی رویہ مسلمانان پنجاب کی موجودہ متمردانہ روش کا ذمہ وار ہے"۔

صوبہ کے سب سے اعلیٰ حاکم کے خلاف اس قسم کے سخت الزامات جہاں گورنمنٹ کی وقعت اور قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹانے والے ہیں۔ وہاں گورنمنٹ کے خموش رہنے پر مسلمانوں کے لئے بھی سخت فکر و تشویش پیدا کر رہے ہیں کیونکہ جو لوگ گورنمنٹ کی قوت اور طاقت کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے اس کے خلاف یہ روش اختیار کر سکتے ہیں۔ وہ کمزور مسلمانوں پر انکی عافیت تنگ کرنے کے لئے جو کچھ بھی کریں۔ کم ہے۔ گورنمنٹ کو قوت اور حوصلہ کے ساتھ فتنہ انگیز اسباب کا انسداد کرنا چاہیئے۔

مسلمانوں کے جلسے

"رنگیلا رسول" اور مسلم آوٹ لک کے فیصلہ کے خلاف ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک جو جلسے ہو رہے ہیں۔ ان میں مسلمان نہایت ہی جوش و خروش کا اظہار کر رہے ہیں۔ جو زندگی کی ایک علامت ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ بعض مقامات پر اس سے مستقل فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ یعنی مجمع نے تجارت میں ترقی کرنے اور کھانے پینے کی چیزیں ہندوؤں سے نہ خریدنے کے اقرار کئے۔ متحدہ طور پر دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنے کی انجمنیں بنائیں۔ اور خدمت اسلام کیلئے اپنے مال اور اپنے اوقات صرف کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور بعض مقامات تو ضروریات زندگی میں سادگی بھی اختیار کی گئی۔ چنانچہ اسلامیہ ہائی سکول فتح گڑھ میں جو جلسہ ہوا۔ اس میں سکول سٹاف نے ایڈیٹر و پرنٹر مسلم آوٹ لک کی تکالیف کے احساس میں تا اختتام قید برف کا استعمال چھوڑ دیا۔

یہ جذبہ نہایت ہی قابل قدر ہے۔ اور ضرورت ہے کہ جہانتک ممکن ہو سکے۔ مسلمان سادہ زندگی بسر کرکے کچھ نہ کچھ پس انداز کرنا سیکھیں۔

دیانند کالج میں ایک چمار طالبعلم

نئی روشنی کے ہندو یعنی آریہ خواہ اپنے مذہبی اصول سے کتنی ہی بے باکی سے کھیلا کریں۔ ہندوؤں کا پابند مذہب طبقہ ان کے ساتھ اس کھیل میں شریک ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لاہور کی تازہ خبر یہ ہے۔ کہ ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کے تقریباً ایک سو باورچیوں نے کام چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے ایک طالبعلم کو جو چمار فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے کھانا دینا منظور نہ کیا۔ کالج کے پرنسپل نے باورچیوں کو بلاکر بہت کچھ سمجھایا۔ مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور انہوں نے صاف الفاظ میں کہدیا۔ کہ چمار کو چھونا یا اسے اپنے ہاتھ سے کھانا دینا دھرم کے خلاف ہے۔ آخر انہوں نے ملازمت سے دست بردار ہو جانا گوارا کیا۔ مگر اپنے مذہب کے خلاف بات کو منظور نہ کیا۔

ڈی۔ اے۔ وی کالج کے باورچیوں کا یہ متفقہ فیصلہ جہاں انکی جرأت اور اپنے مذہب کے ساتھ وفاداری کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ وہاں ہندو دھرم کی انسانیت کش تعلیم کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جس کے رو سے چمار انسان نہیں بلکہ بہت سے حیوانوں سے بدتر ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

تحریک چندہ خاص سنہ ۱۹۲۷ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے قلم سے

برادران۔ السلام علیکم۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ میں اس امر کا اعلان کر چکا ہوں۔ کہ چونکہ ہمارا معمولی بجٹ سلسلہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے جب تک خدا تعالیٰ ایسے سامان نہ پیدا کر دے۔ کہ آمد و خرچ برابر ہو سکیں۔ اس وقت تک سالانہ چندہ خاص لیا جائیگا۔ اس سال کا بجٹ جسے مجلس شوریٰ نے جس میں ہندوستان کی قریباً سب احمدیہ جماعتوں کے نمائندے شامل تھے۔ ۳ لاکھ چالیس ہزار کے خرچ کی میرے پاس سفارش کی ہے۔ اور یہ رقم اس قدر بڑی ہے۔ کہ معمولی آمد اسے پورا نہیں کر سکتی۔ اس لئے مجلس شوریٰ نے سفارش کی ہے۔ کہ اس سال بھی چالیس سے پچاس فی صدی چندہ خاص جماعت سے وصول کیا جائے۔

چونکہ بجٹ اس قسم کا ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کی کمی ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے میں بھی اس سفارش کو منظور کرتا ہوں۔ اور اس اعلان کے ذریعہ سے جماعت کے تمام کارکنوں کو خصوصاً اور جماعت کے احباب کو عموماً توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ہر احمدی کی ماہواری آمدن پر چالیس سے پچاس فی صدی تک چندہ خاص وصول کر کے تین ماہ کے اندر یعنی ستمبر کے آخر تک قادیان بھجوا دیں۔ اسی طرح زمیندار اصحاب بھی اپنی سالانہ آمدنی کا چوبیسویں[۲۴] حصہ سے لیکر تیسویں[۳۰] حصہ تک ادا کریں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔[له]

کہ یہ چندہ اختیاری نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک احمدی پر واجب ہے۔ اگر کسی شخص کے حالات ایسے نہ ہوں۔ کہ وہ اس چندہ میں حصہ لے سکے۔ تو اسے چاہیئے کہ مقامی سکرٹری کے توسط سے بیت المال کو اپنی مشکلات بتا کر اپنے لئے سہولت یا معافی طلب کرے۔ اس کے بغیر خود بخود ہی اس رقم کی ادائگی سے اجتناب جائز نہ ہوگا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری مخلص جماعت میں سے ایک شخص بھی ایسا بد نمونہ نہ دکھائیگا۔ کہ نظام سلسلہ سے بالا بالا خود ہی اپنی ذات کے متعلق کوئی فیصلہ کرے۔

یہ بھی یاد رہے۔ کہ چندۂ خاص ریزرو فنڈ کے علاوہ ہے۔ ریزرو فنڈ کا چندہ لازمی نہیں۔ اپنی مرضی پر ہے جس کی مرضی ہو۔ اس میں شامل ہو جس کی مرضی ہو نہ ہو کیسی پر اصرار ہے نہ الزام۔ پس کوئی شخص ریزرو فنڈ میں حصہ لینے کی وجہ سے چندۂ خاص سے **مستثنیٰ نہیں ہو سکتا**۔ کیونکہ ہر ایک شخص جو سمجھتا ہے۔ کہ وہ چندۂ خاص میں حصہ لیکر ریزرو فنڈ میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اسے کامل اختیار ہے۔ کہ ریزرو فنڈ میں حصہ نہ لے۔ پس اگر وہ ریزرو فنڈ میں حصہ لیتا ہے۔ تو اپنی مرضی سے حصہ لیتا ہے۔ اور اس وجہ سے چندۂ خاص سے معذور نہیں قرار دیا جا سکتا۔

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ دین کے کاموں میں اور بھی زیادہ اخلاص سے کام لیں۔ کیونکہ زمانہ نازک ہے۔ اور اسلام سخت بیکسی میں ہے۔ میں نے مجلس شوریٰ کے موقع پر اعلان کیا تھا۔ کہ موجودہ مالی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے تو فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنے کھانے میں بھی کمی کر دوں۔ چنانچہ ہمارے گھر میں کھانے میں بہت کمی کر دی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ معمولی ضعف کے سوا طبیعت پر اس کا کوئی بد اثر نہیں ہے۔ اور گو جس وجہ سے کمی کر دی گئی تھی۔ وہ دور ہو گئی ہے۔ یعنی جماعت نے ہمت کر کے پچھلے سال کے بجٹ کی کمی کو پورا کر دیا ہے۔ لیکن ابھی چونکہ **مالی حالت خطرہ سے باہر نہیں ہے**۔ اس لئے میں اس تبدیلی کو ابھی جاری رکھونگا۔

مجھے نہایت خوشی ہوئی ہے۔ کہ بہت سے احمدیوں نے میرے اس ارادہ کو معلوم کر کے بغیر اس کے کہ میں کسی کو کچھ کہتا۔ خود بخود اپنے کھانوں میں سادگی پیدا کر لی ہے۔ اور بعض نے تو نہایت ہی اقتصاد کے طریق کو اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کی قربانی کو قبول فرمائے۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ بنائے۔ مگر میں ساتھ ہی اپنے دوستوں کو یہ بھی کہوں گا۔ کہ ایسی تبدیلی نہ کریں۔ جو ان کی صحت کے لئے مضر ہو۔ کیونکہ ایسا تغیر جس سے آدمی کام سے محروم رہ جائے بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتا ہے۔

میں ایک دفعہ پھر اپنے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلا کر کہ وہ موقع کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں کو دین کی خدمات کے لئے تیار کریں۔ اس خط کو بند کرتا ہوں۔ یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ آپ سے صرف یہ نہیں پوچھے گا۔ کہ تم نے اپنی اصلاح کیا کی۔ بلکہ یہ بھی پوچھے گا۔ کہ تم نے اپنی قوم کی اصلاح کیا کی۔ کیونکہ امت محمدیہ اپنے نفع کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنے بھائیوں کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس ہوشیار ہو جاؤ۔ اور جب تک کہ اپنے علاقہ کے ہر ایک احمدی کو ہوشیار نہ کر لو۔ اور اس سے اس کا حق ادا نہ کروا لو۔ چین نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد۔ ۲۶/۶/۲۷

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے۔ تو اسکے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ سوائے تین قسم کے کاموں کے۔ ایک تو صدقہ جس کا فیض جاری ہو۔ دوسرے اس کا علم۔ جس سے دوسرے نفع پاویں۔ تیسرے نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرے۔ (مسلم)

[له] زمیندار احباب کی آمدنی چونکہ ماہواری نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے ان کے واسطے ان کی سالانہ آمدنی کا حساب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے درج فرمایا ہے۔ جو لوگ اپنی سالانہ آمدنی کا چوبیسواں حصہ دینگے۔ وہ گویا ماہوار آمدنی پر پچاس فیصدی چندہ خاص ادا کریں گے۔ جو اپنی سالانہ آمدنی کا تیسواں حصہ دینگے۔ وہ چالیس فیصدی کے حساب سے چندہ خاص دیں گے۔ (ناظر بیت المال)

حجازی چٹھی

سویز سے جدہ تک کے حالات

(از جناب عرفانی)

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں ۲۰ اپریل ۱۹۲۷ء کو لنڈن سے حجاز کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے میرا عزم سپین اور مراکو کے راستہ سے جانے کا تھا۔ لیکن چونکہ حکومت سپین نے مجھے ایف وغیرہ جانے کی اجازت نہ دی۔ اس لئے میں نے واپسی کے لئے وسط یورپ کا راستہ اختیار کیا۔ تاکہ میں ایک طرف اس سرزمین کو دیکھوں۔ جہاں سے جنگ عمومی کا شعلہ بھڑکا۔ اور دوسری طرف یوگوسلافیہ اور ٹرکی وغیرہ ممالک کے مسلمانوں کے حالات مشاہدہ کروں۔ اور ٹرکی سے براہ بحر مصر پہونچکر حجاز چلا جاؤں۔ اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے حج کی توفیق پا سکوں۔ خدا تعالے کا احسان اور اس کا بے حد شکر ہے۔ کہ میں باب المکہ (جدہ) پر پہونچ گیا۔ اور اب جدہ ہی سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔

سفر کی یہ داستان کہ لنڈن سے جدہ تک کیا کچھ دیکھا۔ بہت لمبی اور مشاہدات کا ایک دراز سلسلہ ہے۔ خدا نے چاہا تو احباب کو سناؤں گا اور ان آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ اسے الفاظ کے لباس میں دکھانے کی کوشش کروں گا۔ مگر فی الحال میں مجازی ہی کی کیفیتوں سے جو لطف اٹھا رہا ہوں۔ اس میں احباب کو شریک کرنے کے لئے اس سفر کو سویز سے شروع کرتا ہوں۔

سویز سے روانگی

جدہ کو جانے والے جہازات مصر کے بندرگاہ سویز سے عموماً روانہ ہوتے ہیں۔ اور پورٹ سوڈان سے بھی جہاز آتے ہیں۔ یہ نیا بندرگاہ سوڈان کا ہے۔ اور یوماً فیوماً اس کو ترقی اور اہمیت دی جا رہی ہے۔

خدیویل میل ایک جہازی کمپنی ڈاک کے لانے اور لیجانے کی اجارہ دار ہے۔ اور اس کے جہاز حاجیوں کو بھی لاتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ اٹالین اور فرنچ کمپنیاں بھی ایام حج کی مالی اور تجارتی برکات سے فائدہ اٹھانے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ مصری حاجیوں کے لئے تمام تر معاہدہ اٹالین کمپنی ہی کے ساتھ تھا۔ ٹرکی۔ یوگوسلافیہ کے حاجی ایک طرف سے شام اور فلسطین اور ایران وعراق کے دوسری طرف سے اور شمالی افریقہ سے لے کر مغرب اقصےٰ تک کے حاجی تیسری طرف سے اسکندریہ آتے ہیں۔ اور وہاں سے وہ براہ راست سویز پہنچا دیئے جاتے ہیں۔

حاجیوں کی مشکلات اور تکالیف اور اس کی ذمہ داری کے اسباب اور مقامات کی تشریح ایک مستقل مضمون اور نہایت ضروری اور غور طلب حقیقت ہے مگر میں اس مختصر چٹھی میں اس پر بحث نہیں کروں گا۔

جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے۔ حاجیوں کے جہازات علی العموم اسکندریہ آتے ہیں۔ اور وہاں ہی ان کو ہیضہ کا ٹیکا کیا جاتا ہے۔ وہاں سے براہ راست ان کو سویز بذریعہ ریل پہونچا دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ جدہ کو جانے والے جہازات کا انتظار کرتے ہیں۔ حجاج کو قاہرہ جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اسلئے قاہرہ کے شوقین یا ضرورتمند حجاج کو اس قاعدہ کی پابندی کرتے ہوئے ایک حیلہ تراشنی کرنی پڑتی ہے۔ بعض اسکندریہ ٹھیر کر قاہرہ آتے ہیں۔ اور واپس اسکندریہ جا کر سویز کو روانہ ہوتے ہیں۔ اور بعض سویز جا کر پھر قاہرہ آجاتے ہیں۔ اور ایام انتظار قاہرہ گذار کر ٹھیک وقت پر سویز جا پہونچتے ہیں۔ اس طرح پر نہ انہیں صرف مالی نقصان ہوتا ہے۔ بلکہ ان کی اخلاقی حس کو بھی صدمہ پہونچایا جاتا ہے۔ اور قانون شکنی کے لئے انہیں مجبور کیا جاتا ہے۔

میرے اختیار اور بس کی بات ہوتی۔ یا میں مصری گورنمنٹ کے اس صیغہ انتظامی کا رکن ہوتا۔ جس کے چارج میں حاجیوں کا انتظام ہے۔ تو میں اس قسم کی پابندیوں کو فوراً اڑا دیتا۔ اور حجاج کو جہاں چاہیں اترنے اور جانے کی اجازت دیتا۔ تا کہ وہ اپنے اغراض ومقاصد کو پورا کرنے کے لئے ایک معمولی قاعدہ کی بھی خلاف ورزی نہ کرتے۔

اسکندریہ میں حاجیوں سے سلوک

جہاں تک میرا ذاتی تجربہ ہے۔ اور میں نے غور سے حالات کا معائنہ کیا ہے۔ حجاج کو اسکندریہ میں بہت آرام ملتا ہے۔ اور ہر طرح ان کو آسانی اور سہولت بہم پہونچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خصوصاً محکمہ حفظان صحت کے کارکن بہت ہی شریفانہ برتاؤ کرتے ہیں۔

ریل گاڑیاں

اسکندریہ سے جن ریل گاڑیوں میں حاجی آتے ہیں ہندوستان کی گاڑیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ بہت اچھی اور کشادہ ہوتی ہیں۔ ان گاڑیوں میں دونوں طرف نشستیں ہوتی ہیں۔ اور درمیان میں ایک راستہ ہوتا ہے۔ جو ساری ٹرین میں چلا جاتا ہے۔ اور مسافر ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پھر سکتے ہیں۔ نہایت ہوادار اور ہر طرح سے آرام دہ۔ لیکن یہ سارا آرام اور آسائش سویز میں آکر بدل جاتا ہے

سویز کی حالت

سویز ایک بندرگاہ ہے۔ اور وہاں مختلف قوموں کی ایک کھچڑی ہے۔ بعض سندھیوں کی دوکانیں بھی میں نے دیکھی ہیں۔ اسکندریہ سے سویز تک نو دس گھنٹہ کا راستہ ہے۔ اور قاہرہ اور پورٹ سعید سے چار پانچ گھنٹہ کا عام طور پر یہاں ہی سے وہ مشہور نہر سویز نکلی ہے۔ جس نے بحر احمر اور بحیرہ روم کو ملایا ہے۔ گاڑی کے سٹیشن پر پہونچتے ہی ہوٹلوں کے دلالوں۔ ایجنٹوں اور ترجمانوں کی ایک فوج غریب حاجیوں کو گھیر لیتی ہے۔ اور ان کی بے بسی دیکھنے کے قابل نہیں ترس کے قابل ہوتی ہے۔

جن ہوٹلوں اور گھروں میں ان کو رکھا جاتا ہے باستثنائے بعض ان کی حالت نہایت خراب ہے۔ ان کو بھیڑ بکری کیطرح جمع کر دیا جاتا ہے۔ نہ پورے طور پر سونے کا سامان و انتظام نہ دوسری طبعی ضروریات کی طرف توجہ۔

مجھے خود بھی ایک ناگوار تجربہ ہوا۔ میرے ساتھ عزیز مکرم محمد سعید صاحب خلف الرشید مکرمی سیٹھ ابوبکر یوسف بھی سویز تک میرے ہی آرام کے لئے آئے۔ اور میں ان کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے تا بامکان آرام دہی کی کوشش کی۔ لیکن جس ہوٹل میں ہم اترے اس کے پلنگ اور بستر کو دیکھ کر شاید جی چاہے۔ کہ اس پر سو سکتے ہیں۔ لیکن جونہی اس پر قدم رکھا اور کھٹملوں کی فوج نے دور باش کا حکم دیدیا۔ میں اور عزیز موصوف زمین پر سونے پر مجبور ہوئے۔ اور اس کے لئے تین روپیہ فی شب یونانی مالک ہوٹل کے نذر کرنے پڑے۔

ہندوستان سے مقابلہ

ہندوستان کے بندرگاہ بمبئی سے اگر مقابلہ کیا جائے۔ تو ہندوستان کے مسلمان اور حکومت ہزار گونہ قابل ستائش ومبارکباد ہیں۔ اوّل تو حاجیوں کے لئے وہاں مہمان خانے موجود ہیں۔ اور مخیر مسلمان ہر طرح ان کو آرام پہونچانے میں کوشاں ہوتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ بھی اس موقعہ پر ان کو سوار کرانے اور ٹکٹ خرید کر دینے وغیرہ امور میں مخلصانہ مدد دینے میں مضائقہ نہیں کرتے۔ مگر برخلاف اس کے یہاں حالت اور ہے۔ جہازی کمپنیوں کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ اپنے نفع پر حاجیوں کے مفاد اور آرام کو مقدم نہیں کر سکتی ہیں۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ بہت سی تکالیف حاجی خود پیدا کر لیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ انتظام اور ترتیب کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور خود غرضی اور عجلت سے کام لے کر بہترین انتظام کو بھی خراب کر دیتے ہیں۔

اثنائے سفر کے مشاہدات

یہ جہاز سویز سے چل کر سیدھا جدہ آنے والا تھا۔ اور راستہ کے بندرگاہوں وجہ۔ طور۔ ینبوع وغیرہ پر نہیں ٹھیرا۔ جہاز پر مغرب اقصےٰ۔ ٹیونس۔ شام۔ فلسطین۔ ٹرکی۔ یوگوسلاویہ وغیرہ کے حاجی تھے۔ (مجھے کہنے دو کہ ہندی بھی تھے یعنی میں ہندی تھا) ان حاجیوں میں حضرات علماء کرام اور بعض مشایخ بھی تھے۔ علماء کا مشغلہ جہاز پر "یہ حرام ہے" "یہ مکروہ ہے" "یہ جائز نہیں ہے" اسی قسم کے فتووں اور مباحث میں گذرا۔ احرام کے باندھنے تک پر بحثیں۔ لبیک کہنے پر جھگڑے یہ علمی اور مذہبی جھگڑے کہنے چاہئیں۔ اخلاقی جھگڑے۔ جو پانی۔ جگہ اور بہت اخلاء

کے لئے ہوتے تھے۔ ان کا تو ذکر ہی نہ کرو۔ کوئی ساعت اس قسم کے مناقشات سے خالی نہ تھی۔ میں ان نظاروں کو دیکھتا اور روتا تھا کہ ہم کیا سے کیا ہو گئے ہیں۔

لبیک پر عجیب بحث شروع ہوئی۔ لوگ عام طور پر لبیک اللھم لبیک۔ لبیک لا شریک لک لبیک کہتے تھے۔ ایک مولوی صاحب نے جن کے ساتھ ایک پارٹی ایک قسم کے درویشوں اور مجذوبوں کی بھی تھی۔ کہا لبیک اللھم لبیک۔ لا شریک لک لبیک۔ اب کیا تھا۔ اس پر بازار مباحثہ گرم ہو گیا۔ اور قریباً آدھ گھنٹہ تک "تو جاہل ہے" "تو جاہل ہے" سے ایک دوسرے کی تواضع کرتے رہے۔ جب لڑ جھگڑ چکے۔ تو میں نے ادب سے ایک بزرگ سے کہا۔ یا شیخ! ایش غایۃ العلم (حضرت علم کا مقصد کیا ہے؟) جھنجلا کر کہا۔ ما ادری

پھر عورتوں کے احرام پر بحثیں ہوئیں۔ غرض اچھا خاصہ شغلہ اور مناظرہ تھا۔ آخر جدہ آ گیا۔ اور ہم نے اس پیاری سرزمین پر قدم رکھا۔ جس کے لئے مدت سے تمنا تھی۔ الحمد للہ

جدہ میں حجاج کے آرام و آسائش کی فکر کا خیال سردست ایک امر موہوم ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ حکومت کے استحکام کے ساتھ ساری باتیں ممکن ہو جائیں گی۔ (باقی)

مسلمانوں کی اقتصادی حالت کیونکر بہتر ہو سکتی ہے

نمبر ۲

سودی قرض نہ لیا جائے

ہر ایک مسلمان حلف اٹھائے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو کبھی ہندو مہاجن سے سودی روپیہ برداشت نہ کریگا۔ اپنی ضروریات کو ترک کر دے۔ بجائے اس کے کہ اپنی شرافت و غیرت کو مہاجن کے پاس گرو رکھدے۔ ان مہاشوں سے ہر ایک مسلمان کو کفایت شعاری کا سبق حاصل کرنا چاہیے۔

ترک رسوم

ہر ایک مسلمان حلف اٹھائے۔ کہ شادی و غمی کی ہندوانہ و مسرفانہ رسوم قطعی ترک کر دے۔ اور اپنی بربادی کا سامان خود نہ پیدا کرے۔ جسقدر تباہی آجکل دیکھی جا رہی ہے۔ اس کا سبب مسلمانوں کی کوتہ اندیشی ہے شادی کے موقعہ پر جسقدر روپیہ مسلمان تباہ کرتا ہے۔ دنیا کی کسی قوم میں اس قدر اسراف کا مرض نہیں۔ ہزاروں روپیہ قرض لے کر اپنی بدبختی کا اعلان کرنا اور دھوم دھام سے اپنی شرافت و غیرت کا جنازہ نکالنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ یہ ہندوانہ رسوم اسی صورت میں ترک کی جا سکتی ہیں۔ کہ ہر ایک برادری فیصلہ کرے۔ کہ جو کوئی مسلمان اسلام کے احکام کی خلاف ورزی کر کے شادی کرے۔ اس شادی میں کوئی غیرت مند مسلمان شامل نہ ہو۔

خواتین کیا کریں

نیار مندر کھلے بندوں کہہ سکتا ہے۔ کہ ان مشرکانہ رسوم کو ترک کرانے میں خواتین مبلغ کا کام دیں۔ تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے۔ میرا مشاہدہ ہے۔ کہ اگر مرد شادی کے موقعہ پر حلف اٹھائے۔ کہ اسلامی رسوم کو بجا لائے گا۔ تو فوراً عورت اس کو ورغلا کر مشرکانہ رسوم کے لئے تیار کر دیگی۔ اور حوا نے آدم علیہ السلام کو اگر آج سے کئی ہزار سال پہلے صراط مستقیم سے بھٹکا دیا تھا تو آج تک وہی فرض ہر ایک عورت پورا کر رہی ہے۔ ہاں چند سعید ہستیاں بھی ضرور ہیں۔ وہ خدا کے لئے اسلام کو بچائیں۔ اور شادی و غمی کے موقعہ پر بے ہودہ رسوم کو ترک کر دیں۔

انجمن کا قیام

ہر ایک شہر میں ایک ایسی انجمن کا انعقاد ہو۔ جس کے رضا کار مندرجہ بالا تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سر توڑ کوشش کریں۔ اور ہر ایک مسلمان کو اس کفر و اسلام کی جنگ کیلئے تیار کریں۔

مساجد کے امام

دیگر یہ بھی ایک ضروری بات ہے۔ کہ ہر ایک شہر کے امام مسجد کا مفصل پتہ مرکز اسلام میں موجود رہنا چاہیئے۔ اور کوئی اشتہار یا پمفلٹ اگر شائع کیا جائے۔ تو ہر امام مسجد کو روانہ کر دیا جائے۔ اور امام صاحب ہر ایک مسجد میں اس اشتہار یا پمفلٹ کا مضمون سنا دیں اس طرح مسلمانوں کو تمام اخباری خبروں سے آگاہ رکھیں۔ اور جو کچھ اسلام کے دشمن کر رہے ہیں۔ ان سے بخوبی واقف کر دیں جب جمعہ کا دن ہو۔ تو امام صاحب جامع مسجد میں تمام شہر کے مسلمانوں کو ہفتہ کی نیوز سے آگاہ کر دیں۔ اور مختصر الفاظ میں اور ہدایات دیگر مرکزی کمیٹی کے احکام جاری فرما دیں۔ جہانتک مجھے علم ہے۔ ہر ایک مسجد کا امام تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی بدبختی سے بعض شہروں میں جاہل امام ہوں۔ تو ایسے شہروں میں کئی حضرات موجود ہوں گے۔ جو خدمت اسلام کیلئے اپنی خدمات پیش کر دیں گے۔

حضرات! کیا ہم دیکھ نہیں رہے۔ کہ ہندو مہاشوں نے کس طرح پراپگنڈا کا انتظام کیا ہوا ہے۔ کئی روزانہ اخبارات ہیں۔ کئی ماہواری رسالے ہیں۔ انگریزی و اردو میں صبح شام اسلام کے خلاف پراپگنڈا کیا جا رہا ہے۔ جب کہ ہماری اقتصادی حالت ہمیں اس شان سے پراپگنڈا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ تو پھر سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ مندرجہ بالا تجاویز پر عمل کر کے ہم مسلمانوں کو ایک عالمگیر تحریک کیلئے تیار کر سکیں۔

صاحبان! ان مختصر تجاویز کے بعد ملتمس ہوں۔ کہ

اگر مسلمان بیدار نہ ہوئے

اگر مسلمان امام جماعت احمدیہ کے الارم سے بیدار نہ ہوئے۔ تو یقین جانیئے۔ کہ مسلمانوں کی حالت ہندوستان میں وہی ہوگی جو ہسپانیہ کے مسلمانوں کی آج سے پہلے ہو چکی ہے۔ آثار تباہی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور قدرت اپنے نشانات سے مسلمانوں کو بیدار کر رہی ہے۔ اگر مسلمان خواب غفلت میں پڑے رہے اور سنگھٹنی مہاشوں کو مہلت دی گئی۔ کہ وہ اپنا زہریلا پراپگنڈا کریں۔ تو وہ وقت دور نہیں جب لالہ ہر دیال صاحب کے خیالات عملی صورت اختیار کر لیں۔ اور یہ ہندوستان کی فضا شرک کی نجاست سے آلودہ ہو جائے۔ اور جو کام محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور اورنگ زیب رح نے سرانجام دیا تھا۔ وہ ہماری نالائقیوں سے ادھورا رہ جائے۔ بلکہ (خاکم بدہن) اسلام کا نام و نشان اس کفرستان سے مٹ جائے۔ اور توحید کا آفتاب ہمیشہ کے لئے شرک کے بادلوں میں چھپ جائے۔

ہندو مسلم اتحاد

یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ اب ہم کو ہندو مسلم اتحاد کا خیال ترک کر دینا چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جس قوم میں راجپال اور دیوی شرن شرما جیسے لوگ موجود ہیں۔ ان سے اتحاد کرنا غیرت و شرافت کا خون کرنا ہے۔ اب مسلمان بیدار ہو چکے ہیں۔ اور اپنے حقوق کی پاسبانی شروع کر دی ہے۔ اب یہ محالات سے ہے۔ کہ مسلمان شہنشاہ یثرب و بطحا کی روز روشن میں بے باکانہ تذلیل و تحقیر دیکھیں۔ اور پھر ہندو مسلم اتحاد کیلئے آمادہ ہوں۔ مسلمان اس قوم کی مدد سے آزادی حاصل کرنا قومی غیرت کے منافی سمجھتے ہیں۔ جس قوم کا روسیاہ افسانہ نویس مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرے۔ کیا آج تک کسی ہندو نے رنگیلا رسول کے مصنف یا فحش افسانہ نویس مہاشہ پر لعنت کا ووٹ پاس کیا۔ یا کیا آجتک کسی منصف مزاج ہندو نے ان مہاشوں پر پھٹکار کی ہے۔ اور اپنی قوم کی بریت کا اظہار کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ جس قوم کا مذہبی راہنما ستیارتھ پرکاش کا مصنف ہو۔ وہ قوم ان مہاشوں سے کبھی بیزاری نہیں کر سکتی۔ پھر کیا وہ قوم ایسے ناپاک لٹریچر کے خلاف آواز اٹھائے جس کے جرنل ڈاکٹر مونجے جیسے انسان ہوں۔ جو سیواجی جیسے شخص نکونامے چند بیراگی بندہ جیسی ہستیوں کی یادگاریں قائم کرنے کیلئے بیتاب ہوں۔ جو ہندوستان کے خرمن امن پر صاعقہ نوازی کرنے میں اپنی نجات سمجھیں۔ جو ہمسایہ قوم کے جذبات کو ٹھیس لگانے میں اپنی ترقی کا راز سمجھیں۔

یا معاشر المسلمین! سمجھ لو۔ کہ سوراج ایک موہوم خیال ہے۔ اور سلف گورنمنٹ کا خیال ایک خواب پریشاں سے زیادہ کچھ نہیں۔ آپ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ*

رسول خدا صلعم کے متعلق بدزبانی کو روکنے کیلئے مسلمان کیا کریں

ایک پیشوائے دین کے حکم کے مقابلہ میں دنیوی حکومت کے حکم کی حقیقت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ

فرمودہ ۱۰ر جون ۱۹۲۷ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

پچھلے دنوں میں نے درس کے موقعہ پر قادیان میں ایک رسالہ کا ذکر کیا تھا۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق اس قدر گندے الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ جو کسی شریف الطبع انسان کی زبان اور قلم سے نہیں نکل سکتے۔ ایسے الفاظ کا استعمال خود استعمال کرنے والے کی گندی فطرت پر تو دلالت کرتا ہے۔ لیکن ان کا اثر اس شخص پر کچھ نہیں پڑ سکتا۔ جس کو برا کہا گیا مگر باوجود اس کے ہر اس شخص کا جو اس ذات سے تعلق محبت رکھتا ہو۔ جسے برے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو۔ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب اور محسن کی ہتک کے برخلاف آواز اٹھائے۔ گو جیسا کہ میں نے بتایا۔ اس کی گالیوں کا اثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں پڑ سکتا۔ چاند پر تھوکنے والا چاند پر تھوک نہیں ڈال سکتا۔ وہ تھوک اس کے ہی منہ پر پڑتی ہے۔

رسول کریم صلعم کی شان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو وہ ہے۔ جس کے سامنے چاند اور سورج بھی گرد ہیں۔ ایک غیر متلو الہام کے ذریعہ خدا تعالے فرماتا ہے۔ لولاک لما خلقت الا فلاک۔ اگر تیرے جیسے عظیم الشان انسان کی پیدائش مدنظر نہ ہوتی۔ تو میں زمین اور آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا۔ پس زمین اور آسمان کی پیدائش جس وجود کی وجہ سے ہوئی۔ اُسے گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا اُس کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس شخص کی اپنی ہتک ہے۔ جو گالیاں دیتا اور برا بھلا کہتا ہے۔

ورتمان کے خلاف آواز

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس فطری تقاضا کی وجہ سے میں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور خدا کا فضل ہے۔ کہ وہ رسالہ ضبط ہوگیا۔ اور اس مضمون کے لکھنے والا اور اس رسالہ کا ایڈیٹر دونوں گرفتار ہو گئے۔ اور بعد میں ہمارا اشتہار بھی ضبط ہوگیا۔

ہمارا مقصد کیا ہے

لیکن ہمارے سامنے یہ بات نہیں۔ کہ زید یا بکر قید ہو جائے۔ اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ہمیں فائدہ اگر ہے۔ تو اس میں کہ کوئی ایسی ناپاک آواز سننے والا نہ رہے۔ جیسی اس رسالہ میں بلند کی گئی ہے کیونکہ قاعدہ ہے۔ کہ دنیا میں کوئی آواز نہیں اٹھتی۔ جب تک اسکے اٹھانے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس آواز کو سننے والے موجود ہیں۔ پس ہمارا فائدہ اسی میں نہیں کہ کوئی قید ہو جائے۔ بلکہ اس میں ہے۔ کہ کوئی اس آواز کو سننے والا نہ رہے۔

دونوں برابر ہیں

جس شخص کے پیچھے خدا تعالےٰ کی آواز تحریک کے طور پر نہیں ہوتی۔ وہ کوئی ایسی آواز نہیں اٹھاتا۔ جسے قبول کرنے والے لوگ موجود نہ ہوں۔ سوائے اس کے کہ وہ پاگل ہو۔ پس ورتمان کے ایڈیٹر اور اس کے نامہ نگار جیسے لوگ جب گندے اور ہتک آمیز فقرے استعمال کرتے ہیں۔ تو اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ انہیں یقین ہوتا ہے۔ کہ پبلک میں سے ایک حصہ ضرور ان کے فعل کو بہ نظر استحسان دیکھے گا۔ اور ان کے لئے ثواب سمجھے گا۔ پس جنہوں نے مضمون لکھا۔ اور شائع کیا۔ اور جنہوں نے اسے بہ نظر استحسان دیکھا۔ ان میں فرق یہ ہے۔ کہ پہلوں نے اپنے خیالات کو ظاہر کر دیا۔ اور دوسروں نے انہیں دماغ پر کندہ کیا ہوا تھا۔ یہ دونوں ہمارے لئے برابر ہیں کسی واجب یا قدر شخص کے متعلق ایک جماعت کا یہ سمجھتے رہنا کہ وہ چور ہے۔ اور ایک جماعت کا اسے ظاہر کر دینا اس کی حقیقی عزت کو مدنظر رکھتے ہوئے برابر ہے۔

سزا کیوں دی جاتی ہے

اصل چیز دل ہے۔ اگر دلوں میں کسی کے حسن کی قدر نہیں۔ اور اس کا اعتراف نہیں۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ حسن جلوہ گر نہیں ہوا۔ پس جب تک کہ قلوب کی اصلاح نہ کی جائے۔ اور ان میں یہ یقین نہ پیدا کیا جائے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایسی پاک ہے۔ کہ اس کا نمونہ دنیا میں ملنا ناممکن ہے۔ اسوقت تک ہمیں خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر ایسے اشخاص کو جو آپ کے متعلق برے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ہتک آمیز فقرے لکھتے ہیں۔ جیسے کہ "ورتمان" اور اس کے نامہ نگار نے لکھے۔ دو نہیں۔ دس نہیں۔ سو نہیں۔ پچاس ہزار سال کے لئے بھی گورنمنٹ قید کر سکتی ہو اور ایسا کر دے۔ تو اس سے ایک مسلمان کو کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس شخص نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اپنے برے خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی نیا پہلو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ صرف ہمارے احساسات کو صدمہ پہنچایا ہے۔ اسلئے اس کے قید ہونے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت نہیں بڑھتی۔ بلکہ جو صدمہ ہمارے احساسات کو پہنچایا گیا تھا۔ اسکا ازالہ ہوتا ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ کا قانون بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ گورنمنٹ کا قانون یہ نہیں کہ ایک معزز شخص کو برا کہنے پر ایسا آدمی سزا پاتا ہے بلکہ یہ ہے۔ کہ چونکہ وہ اس بزرگ کے ماننے والوں کے دلوں کو تکلیف دیتا ہے اسلئے اسے سزا دی جاتی ہے پس سزا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ ہمارے احساسات کی حفاظت کیلئے ہے۔ اور جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدگوئی کرنیوالے کی سزا پر خوش ہو جاتا ہے۔ وہ رسول کریم صلعم کی عزت پر اپنے احساسات کو مقدم کرتا ہے۔

ہماری خوشی

ہمیں کسی کے قید ہونے پر نہیں بلکہ اس امر پر خوشی ہونی چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلعم کی پاکیزہ زندگی کے متعلق جو لوگوں کو بدظنیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ دور ہو جائیں اور اپنی تمام تر کوششیں ہمیں اسی امر کیلئے صرف کر دینی چاہئیں۔ پس میں اپنی جماعت کے دوستوں کو بھی اور دوسرے مسلمانوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہمارے لئے یہ کوئی خوشی نہیں کہ ورتمان کا ایڈیٹر یا اسکا نامہ نگار قید ہو جائیں۔ اور یہ بھی تو ابھی معلوم نہیں کہ وہ ضرور ہی قید ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ قید نہ ہوں۔ کیونکہ پنجاب کی عدالت عالیہ کا بھی ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔ جس میں ایک ایسا ہی شخص بری کر دیا گیا ہے اور اگر ماتحت عدالتیں انہیں قید بھی کر دیں۔ تو ممکن ہے کہ ان کے فیصلہ کے خلاف اپیل ہو اور وہ کسی ایسے جج کے سامنے پیش ہو جو اس مضمون کے متعلق یہی سمجھتا ہو کہ اس سے منافرت پیدا نہیں ہوتی تو وہ اسی طرح بری کر دیگا جو ہو سکے ایک جج حاکم نے حال میں کیا اسلئے ہمارے لئے اس قسم کی خوشی میں فائدہ نہیں۔

سچی محبت کی علامت

اگر ہم رسول کریم سے محبت رکھتے ہیں تو ہماری خوشی اسی میں ہونی چاہیئے۔ کہ ہم دنیا سے رسول کریم کی نسبت شکوک شبہات کو دور کرنے میں کامیاب ہوں۔ سچی محبت قربانی کا مطالبہ کرتی ہے۔ کسی شخص کے قید ہو جانے میں ہم کونسی قربانی کرتے ہیں۔ قید گورنمنٹ کراتی ہے پس اس فعل میں اگر کوئی خوبی ہے تو اس کی مستحق گورنمنٹ ہے۔ نہ کہ مسلمان۔ مسلمان تبھی سرخرو ہو سکتے ہیں۔ جب کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا عملی ثبوت دیں۔ اور آپ کی عزت کے قیام کیلئے اپنے اوقات اور اپنے اموال خرچ کر کے دکھائیں جو شخص صرف کسی کے قید ہونے پر تسلی پا جاتا ہے۔ اور رسول کریم صلعم کی عزت کے قیام کے لئے خود کوئی کوشش نہیں کرتا۔ وہ اپنے محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اور اس کی محبت کی خدا تعالے کے نزدیک اپنی دل کی نگاہ میں ایک ذرہ بھر قدر نہیں

---

* حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے لاحظہ کے بعد یہ خطبہ شائع کیا گیا۔

پس میں عام مسلمانوں کو عموماً اور اپنی جماعت کے لوگوں سے خصوصاً کہتا ہوں۔ کہ ہمیں یہ مقصد سامنے رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام پھیلے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت ہو۔

کامیابی کے تین طریق

قطع نظر اس بات کے کہ وہ اشخاص قید ہوتے ہیں یا نہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے گالیاں تو دے لیں۔ اور یہ گالیاں اب واپس نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے بجائے اس کے کہ ہم یہ دیکھیں۔ کہ وہ قید ہوتے ہیں یا نہیں۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ لوگوں کے خیالات کو تبدیل کریں۔ اور میں کئی بار اعلان کر چکا ہوں۔ کہ وہ کوشش تین طریق سے ہو سکتی ہے۔ اول تبلیغ کے ذریعے۔ دوم اپنے نفس کی اصلاح سے۔ سوم اقتصادی اور تمدنی حالت کی درستی سے۔ یہ تین باتیں ہیں۔ جن سے لوگوں کے خیالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ ان لوگوں کو دولت اور روپیہ کا گھمنڈ ہے۔ اور وہ اس زور اور گھمنڈ کی بناء پر مسلمانوں کو بالکل ذلیل خیال کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمان ہمارے غلام بلکہ غلاموں کے بھی غلام ہیں۔ اس لئے ایسی گندی تحریریں شائع کرنے والے مسلمانوں کو تکلیف دینے یا صدمہ پہنچانے میں کوئی خوف نہیں محسوس کرتے۔ کیونکہ جانتے ہیں۔ کہ ان کی قوم لاکھوں روپے مقدمات پر خرچ کرنے کے لئے تیار ہے

شریف ہندو

میں نے چوہڑوں کے بھی تمام افراد کو گندہ نہیں دیکھا۔ ۔ وہ بھی سارے کے سارے گندے نہیں۔ تو کیا ہندو قوم جو بہت بڑی قوم ہے۔ ساری کی ساری گندی ہو سکتی ہے۔ اس قوم میں بھی شریف آدمی ہیں۔ لیکن وہ شریر آدمیوں سے دبے ہوئے ہیں۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں ان کی تعداد گالیاں دینے والوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور اگر ان پر تمدنی زور ڈالا جائے۔ تو وہ ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائینگے جو ان میں سے شریر ہیں۔ اور اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ خود بخود گالیاں دینے والے بیٹھ جائیں گے۔ مسلمان تو ان گالیاں دینے والوں کو جو کچھ بُرا بھلا کہیں گے۔ سو کہیں گے۔ ان تدابیر کے نتیجہ میں خود ان کی اپنی قوم ہی ان کو بُرا سمجھے گی۔ اور انہیں ملامت کرے گی۔ پس بجائے اس کے کہ ہم بے اثر طریقے اختیار کریں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم ہندو قوم کے اس شریف طبقہ پر تمدنی زور دیں۔ تاوقتیکہ وہ طبقہ اس بات کو سمجھ لے گا۔ کہ دوسری اقوام کا دل دکھانا آسان نہیں ہے۔ اور اس سے قومی نقصان پہنچتا ہے۔ تو وہ خود اپنی قوم کے بداخلاق لوگوں کو ان کے افعال سے روکیگا۔ اور وہ لوگ اپنے گندے افعال سے باز آ جائیں گے۔

ایک اعلیٰ افسر کا بے موقعہ سوال

اس کے بعد میں ایک اور اہم سوال کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ کے ایک ذمہ دار افسر نے ہماری جماعت کے چند دوستوں سے ملاقات کے وقت ایک سوال کیا ہے جو میرے نزدیک بہت نامناسب تھا۔ ان صاحب نے جن کی میں ذاتی طور پر بہت عزت کرتا ہوں۔ ہماری جماعت کے چند آدمیوں سے عند الملاقات کہا۔ جب ملک کی ہوا خراب ہو رہی تھی۔ تو آپ لوگوں نے ورتمان کے متعلق اشتہار کیوں شائع کیا۔ کیوں نہ مجھے ورتمان لا کر دیا۔ کہ میں خود کارروائی کرتا۔ (مجھے ان صاحب کے اس قول سے اختلاف ہے۔ کہ گورنمنٹ ایسی تحریرات پر نوٹس لیتی ہے۔ ربا اوقات گورنمنٹ باوجود توجہ دلانے کے کوئی نوٹس نہیں لیتی۔ اور یہ بات ملک کے امن کو برباد کرنے کا موجب ہو جاتی ہے) جب ان دوستوں کی طرف سے یہ کہا گیا۔ کہ ہمیں قادیان سے ہمارے امام کی طرف سے ہدایت آئی تھی کہ یہ اشتہار شائع کر دیا جائے اس پر ان صاحب نے کہا۔ تو کیا پھر یہ دلچسپ بات گورنمنٹ کے نوٹس میں لاؤں کہ آپ لوگ اپنے امام کی ہدایت کے ماتحت قانون کی خلاف ورزی کرنے کو تیار ہو سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کے آدمیوں نے جواب دیا۔ کہ اگر تو یہ دھمکی ہے تو آپ بے شک ایسا کریں۔ لیکن اس بات سے کہ مرکز سے ایک پوسٹر آیا اور اس کی اشاعت کر دی گئی۔ یہ بات نہیں لازم آتی۔ کہ امام جماعت خود یا ان کی ہدایت کے ماتحت جماعت احمدیہ قانون شکنی پر آمادہ ہے۔ یہ قول درحقیقت اپنے اندر ایک سوال رکھتا ہے۔ اور وہ سوال یہ ہے۔ کہ کیا جب امام جماعت احمدیہ اور گورنمنٹ کے احکام آپس میں ٹکرا جائیں۔ تو تم پھر بھی امام جماعت احمدیہ کی بات مانو گے؟

سوال کا ایک جواب

میرے نزدیک اس مخفی سوال کا جواب جو کچھ دینا چاہیئے تھا وہ ہمارے دوستوں نے نہیں دیا۔ اگر اسی رنگ میں حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کے وقت میں مجھ سے کوئی افسر سوال کرتا۔ تو میں اسے کہتا۔ کہ احمدی تعلیم کے ماتحت یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے امام اور گورنمنٹ کے احکام میں اختلاف ہو جائے۔ لیکن اگر آپ فرضی طور پر پوچھتے ہی ہیں۔ تو پھر میں یقیناً اس کے مقابلہ میں جو دنیوی سلطنت کا قائم مقام ہے۔ اس کی بات مانوں گا۔ جو آسمانی بادشاہت کا قائم مقام ہے۔ اگر کوئی افسر مجھے اس سوال کا جواب دینے پر مجبور کرتا تو بے شک میں یہی جواب دیتا۔

غلط سوال

لیکن حق یہ ہے۔ کہ یہ سوال ہی بالکل غلط ہے۔ میری حیثیت جماعت احمدیہ میں امام اور خلیفہ کی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ میں دینی امور میں حکم دینے والا ہوں۔ اور خلیفہ وہ ہوتا ہے جو نبی کے ماتحت ہے اور نبی کے بعد اس کی جماعت کی دینی طور پر تنظیم۔ ترقی۔ اور تعلیم وتربیت کلی طور پر اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص سے جو اس امام اور خلیفہ کا ماننے والا ہے یہ سوال کرتا ہے۔ کہ تم خدا کے قائم مقام کی بات مانو گے یا ہماری۔ تو وہ غلطی کرتا ہے۔ کیونکہ سائل کو خود ہی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ کو مانتا ہو۔ وہ ایسے موقع پر یہی کہے گا۔ کہ میں دینی امور میں امام کی یا خلیفہ کی بات مانوں گا۔ کیونکہ وہ بالواسطہ خدا تعالےٰ کا قائم مقام ہے۔

ایسا سوال کیوں کیا جائے

لیکن یہ خیال پیدا ہی کیوں کیا جائے۔ کیا ایک سکھ سے حکام وقت یہ پوچھتے ہیں کہ تم اپنے گورو کی بات مانو گے یا ہماری۔ وہ ایسا سوال نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ جب ایک سکھ کے دماغ میں یہ خیال پیدا کر دیا گیا۔ کہ گورو اور حکومت وقت میں ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ تو وہ یہی جواب دیگا۔ کہ میں آپ کی نہیں مانوں گا۔ اپنے گورو کی مانوں گا۔ پس ایسا افسر جو اس قسم کے سوال کرے۔ درحقیقت خیالات کی ایک ایسی رو چلاتا ہے۔ جو ملک کے امن کو برباد کرنیوالی ہے۔ وہ ان خیالات کی طرف لوگوں کے افکار کو پھیرتا ہے۔ جن کی طرف پہلے انہیں کوئی توجہ نہ تھی۔ اور لوگوں کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ ایسی بات کہیں جو حکومت کے رعب کے خلاف ہو۔ ایک دوست اگر اپنے دوست سے یہ سوال کرے کہ اختلاف کی صورت میں تم میری بات مانو گے یا اپنے باپ کی۔ تو اسے ایک ایسا جواب سننے کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ جو اس کے دل کو تکلیف دیگا۔ کیونکہ اس کا سوال ہی ایسا ہے۔ جس کے دو جواب نہیں ہو سکتے اور جو جواب اس کا دیا جا سکتا ہے۔ وہ ضرور اس کے دل کو تکلیف دینے والا ہوگا۔ کیونکہ کوئی دوست یہ امید نہیں رکھ سکتا۔ کہ اس کا دوست اسے اپنے والد پر ترجیح دیگا۔ غرض سوال نہایت بے موقع اور نادرست تھا۔

دوسرا جواب

لیکن جو جواب اس کا دیا گیا ہے۔ وہ بھی درست نہیں جواب یہ دینا چاہیئے تھا۔ کہ گورنمنٹ کی وفاداری ہم کو کس نے سکھائی ہے آخر ہماری وفاداری جسے آپ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں وہ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے خلفاء ہی نے سکھائی ہے۔ ورنہ ہم بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں۔ جو گورنمنٹ کی ایسی وفاداری کے قائل نہیں جس کے ہم ہیں۔ اور تعلیم نے ہمارے افکار میں بھی وہی تغیر پیدا کیا ہے۔ جو کہ دوسروں کے افکار میں پیدا ہو رہا ہے۔ پس اگر آپ یہ امید کر سکتے ہیں۔ کہ ہمارا امام باوجود وفاداری کا معلم ہونے کے گورنمنٹ کے خلاف حکم دیگا۔ تو پھر ہم سے جو شاگرد ہیں کیا امید رکھ سکتے ہو۔ اگر سرچشمہ بگڑ سکتا ہے۔ تو پھر ہم بھی بگڑ سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری یہ تعلیم نہیں ہے۔ کہ حکومت وقت کا مقابلہ کرنا چاہیے بلکہ ہمارا مذہب یہ سکھاتا ہے۔ کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہم رہیں۔ اسکی وفاداری کریں۔ اور یہ تعلیم ایسی ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ کے ماتحت امن سے رہنے پر مجبور ہیں۔

گورنمنٹ کیلئے احمدیوں کی قربانیاں

گورنمنٹ برطانیہ کیساتھ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں۔ بلکہ جو قربانیاں ہم نے گورنمنٹ برطانیہ کیلئے کی ہیں۔ وہ بہت بڑی ہیں جس قدر ہم نے قربانیاں کی ہیں وہ گورنمنٹ کے کسی بڑے سے بڑے افسر نے بھی نہیں کیں۔ ہم نے بستے اور اکیلے گورنمنٹ کے دشمنوں میں رہ کر دکھ اٹھائے۔ ان کو سمجھایا کہ گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری سے رہو۔ ہماری اس وفاداری کے مقابل پر ایک بڑے سے بڑا سرکاری افسر بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس نے اس سے بڑھ کر وفاداری کی۔ جب کبھی گورنمنٹ کے برخلاف شورش ہوئی۔ افسر بنگلوں میں بیٹھ کر کام کرتے رہے مگر ہم گورنمنٹ کے دشمنوں میں رہ کر شورش مٹاتے رہے ہم پر عدم وفاداری کا الزام تو وہ لگائے۔ جو فوجیں چھوڑ کر۔ باڈی گارڈ چھوڑ کر اور دوسری حفاظتیں چھوڑ کر ہماری طرح اکیلے اور نہتے ان لوگوں میں رہ کر جو گورنمنٹ کے برخلاف شورش ڈالتے ہیں۔ کام کرے۔ اور جس طرح ہم گاؤں گاؤں پھر کر یہ کام کرتے رہے ہیں۔ وہ بھی یہ کام کرے۔

اس صورت میں کام کہے کہ جو افسر ہم سے زیادہ قربانی دکھائے۔ وہ بے شک ہم پر الزام لگائے۔ دوسرے کا حق نہیں۔

غرض میرے نزدیک کسی افسر کا بھی حق نہیں۔ کہ ہماری وفاداری پر شبہ کرے۔ ہم نے اکیلے رہ کر جو کام کیا ہے۔ اسے کئی افسر باڈی گارڈوں کی حفاظت میں بھی نہیں کر سکے۔

احمدی ہر حالت میں ہر گورنمنٹ کے وفادار رہیں گے

مذہبی طور پر ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہم رہیں۔ اس سے وفاداری کریں۔ اور اس وجہ سے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ حکومت کا جو نظام چل رہا ہے۔ اگر اس میں کسی وجہ سے تفرقہ پڑ جائے۔ اور رعایا اور افسر بادشاہ کے خلاف ہو جائیں۔ تو ہماری جماعت یقیناً اس وقت بھی بادشاہ معظم کی وفادار ثابت ہوگی۔ اور یہ ہمارا تعلق گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ ہی مخصوص نہیں۔ ہر حکومت کے ساتھ ہمارا ایسا ہی تعلق ہے۔ جہاں جہاں احمدی ہیں۔ اور جس جس حکومت کے ماتحت وہ رہتے ہیں۔ ان کے لئے یہی حکم ہے۔ کابل کے ساتھ جو ہمارا تعلق ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ باوجود اس کے کہ وہاں ہمارے آدمیوں کو صرف احمدی ہونے کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ ہمارا ان کے ساتھ یہ تعلق ہے۔ کہ اگر کوئی حکومت اس پر حملہ کرے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کا ان احمدیوں کیلئے جو اس ملک میں بستے ہیں۔ یہی حکم ہوگا۔ کہ وہ حکومت کابل کی طرف سے لڑیں۔ نہ ان کی طرف سے۔ جنہوں نے افغانستان پر حملہ کیا۔ اسی طرح ان لوگوں کیلئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی حکم ہے۔ جو ترکوں کے ماتحت ہیں۔ یا اور دوسری حکومتوں کے ماتحت بستے ہیں۔ غرض احمدی تو کسی طرح بھی کسی حکومت کے خلاف نہیں ہو سکتے کیونکہ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہر ایک احمدی کے لئے یہی حکم ہے۔ کہ جس حکومت کے ماتحت رہو۔ اس کے ساتھ وفاداری کا برتاؤ کرو۔ اور اسی حکم کے مطابق ہم نے خطرناک مقاموں پر گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ اور صرف دین کی خاطر۔ اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے ماتحت کی۔

احمدیوں کو خموش رہنے میں کوئی خطرہ نہ تھا

مسٹر گاندھی نے گورنمنٹ کے خلاف زور لگایا۔ گورنمنٹ نے اس کا کیا کر لیا۔ پھر ہم جو گورنمنٹ کے خلاف کچھ نہیں کرتے۔ اگر چپ ہو رہتے۔ اور ان لوگوں کو سمجھانے کی کوشش نہ کرتے۔ جو گورنمنٹ کے خلاف شور ڈال رہے تھے۔ تو ہم کو کیا خوف ہو سکتا تھا۔ کلکتہ اور دیگر مقامات پر ڈاکٹر مونجے اور پنڈت مالوی کے خلاف گورنمنٹ نے حکم دیا کہ لیکچر نہ دو۔ مگر وہ کھلے طور پر ان حکموں کی خلاف ورزی کرتے رہے۔ گورنمنٹ ان کا کچھ نہ کر سکی۔ پونہ میں ڈاکٹر مونجے کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ وہاں لیکچر نہ دیں۔ مگر وہ لیکچر دے گئے۔ اور گورنمنٹ ان کا کچھ نہ کر سکی۔ پس جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جو قانون توڑتے ہیں۔ گورنمنٹ ان کا کچھ نہیں کر سکتی۔ تو ہم جو گورنمنٹ کے کسی قانون کو نہیں توڑتے۔ ہم کو کیا خطرہ ہو سکتا تھا۔ اگر ہم گھروں میں بیٹھے رہتے۔ اور اس طرح وفاداری نہ کرتے۔ تو کیا گورنمنٹ ہم کو قید خانوں میں ڈال دیتی۔

احمدیوں کی وفاداری بے لوث ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یا حضرت خلیفہ اولؓ نے یا میں نے کبھی ان خدمات کے صلہ میں جو بحیثیت قوم ہم نے گورنمنٹ کی کی ہیں۔ ایک پیسہ کی درخواست بھی گورنمنٹ سے کی ہے؟ کبھی کسی انعام کی خواہش کی ہے؟ کبھی کسی خطاب یا زمین یا جائداد کی آرزو کی ہے؟ کیا اس چالیس سالہ خدمت اور وفاداری کے بدلے میں ہم نے کسی انعام کے لئے گورنمنٹ سے کہا ہے۔ کیا کوئی گورنمنٹ کا افسر ہماری ایسی درخواست پیش کر سکتا ہے۔ میں گورنمنٹ کے تمام افسروں کو اس بات کا چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ بتائیں۔ کیا کبھی کوئی ایسی درخواست ہماری طرف سے پیش ہوئی ہے۔ میں تمام افسروں سے کہتا ہوں۔ کہ کیا بانی سلسلہ یا خلفائے سلسلہ میں سے کسی نے اس خدمت اور اس وفاداری کے عوض کسی انعام یا کسی جاگیر یا کسی خطاب یا روپے یا زمین کے لئے ان کے پاس درخواست کی۔ یا اشارتاً یا کنایۃً کبھی ان سے کہا ہے۔ قومی وفاداری کے بدلہ میں قوم کا بہ حیثیت قوم نیک سلوک کا مطالبہ ناجائز بھی نہیں ہوتا لیکن ہم سے تو گورنمنٹ نے بہ حیثیت قوم بھی کبھی کوئی سلوک نہیں کیا۔ دوسری اقوام کے احساسات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ مگر ہمارے بزرگوں کو گالیاں دینا گورنمنٹ کے نزدیک کوئی حرج ہی نہیں ہے۔ پس اگر ہم سوالی بن کے ان کے دروازوں کے پاس نہیں گئے۔ تو کیا حق ہے۔ ان لوگوں کا کہ وہ ہماری وفاداری کے متعلق کوئی شبہ کریں۔ اگر ہم نے گورنمنٹ کی وفاداری کی ہے۔ اگر ہم نے گورنمنٹ کی خدمت کی ہے۔ تو قرآن اور حضرت مسیح موعودؑ کے حکم سے کی ہے۔ پس یہ احسان ہے۔ گورنمنٹ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا۔ یہ احسان ہے گورنمنٹ پر قرآن شریف کا۔ یہ احسان ہے گورنمنٹ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ انہوں نے گورنمنٹ کیلئے ایسے وفادار اور ایسے خدمتگذار پیدا کر دئے۔ جو بالکل بے لوث وفاداری کرتے ہیں۔ اور جو خدمت کر کے کسی قسم کا لالچ نہیں کرتے۔ اور اس کے مقابل گورنمنٹ کا ہم پر اس سے بڑھکر کوئی احسان نہیں۔ جتنا اس کا احسان مسٹر گاندھی اور مسٹر داس پر ہے۔ پس نہ ہم ڈر سے اور نہ لالچ سے گورنمنٹ کی وفاداری کرتے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے بعد قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے کرتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم میں کسی جگہ بھی میں یہ دیکھتا۔ کہ گورنمنٹ کی مخالفت بھی کسی موقع پر ضروری ہے۔ تو میں ایسا ہی کرتا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم میں یہ بات ہے ہی نہیں۔ بلکہ جا بجا ہر اس گورنمنٹ سے وفاداری کا حکم ہے۔ جس کے ماتحت احمدی رہتے ہوں۔ پس ہم ڈر کر یا لالچ سے وفاداری نہیں کرتے۔ بلکہ مذہبی فرض سمجھ کر کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی افسر سمجھتا ہے۔ کہ ہماری وفاداری دکھاوے کی ہے۔ تو یہ اسکی غلطی ہے۔ اگر غور کیا جائے۔ تو ہمیں ڈر ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ ہم امن سے زندگی بسر کرنیوالے لوگ ہیں۔ اور خدا کے فضل سے مجرم نہیں ہیں لیکن اس ملک میں تو گورنمنٹ کی غلطیوں سے اور ناواجب خوف سے مجرم اور گورنمنٹ کے قانون توڑنے والے لوگ بھی مزے سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

فرض کی ادائیگی احسان نہیں

گورنمنٹ ثابت تو کرے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ یا ان کی جماعت سے گورنمنٹ نے جو کچھ سلوک کیا۔ وہ احسان تھا۔ کیا گورنمنٹ کا کوئی افسر یا کوئی اور آدمی ثابت کر سکتا ہے۔ کہ جو کچھ گورنمنٹ نے حضرت مسیح موعودؑ اور ہمارے ساتھ سلوک کیا۔ وہ فرائض سے بالا تھا۔ (سوائے ایک دو ایسے معاملات کے جو اخلاقی مدد کہلا سکتے ہیں۔ جیسے کہ مبلغین روس کے لئے کوشش وغیرہ) گورنمنٹ نے جو کچھ کیا۔ اپنا فرض ادا کیا۔ اور فرض ادا کرنا حقیقی احسان نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہیں۔ کہ ہم نے حفاظت کی۔ تو میں یہ کہوں گا۔ کہ یہ حفاظت تو مسٹر گاندھی کی بھی کی۔ اگر مسٹر گاندھی پر چند لوگ حملہ کر دیں۔ اور اگر مسٹر گاندھی کی جان خطرہ میں ہو۔ تو کیا حکام وہاں بھی چند سپاہی پولیس کے نہ بھیجیں گے۔ پس یہ فرائض ہیں۔ اور اگر گورنمنٹ ان فرائض کو ادا کرتی ہے تو وہ کسی پر کوئی احسان نہیں کرتی۔ ان فرائض سے بالا کسی ایک فائدہ کا ہی گورنمنٹ پتہ دے۔ جو اس نے ہمیں پہنچایا ہو۔ اور جس کے متعلق وہ یہ کہہ سکے۔ کہ ہم نے قومی خدمت کے عوض میں ایسا کیا ہے۔

احمدی جماعت وفادار رہیگی

اگر گورنمنٹ کوئی ایسا فائدہ بتا سکے۔ یا نہ بتا سکے۔ ہماری جماعت بہرحال گورنمنٹ کی وفادار ہی رہے گی۔ اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم ہے۔ اور ہم اسی تعلیم پر چلتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ ہم میں موجود نہیں۔ وہ فوت ہو چکے۔ اور اب آپؑ کی تعلیم کو بدلنے والا کوئی نہیں۔ کتنا ہی نازک اور برا موقعہ آجائے۔ اگر کوئی گورنمنٹ کے رعب اور وقار کو قائم رکھ سکتا ہے تو وہ احمدی جماعت ہے۔ لالچ کی تو کوئی وجہ نہیں۔ اور ڈر سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی وجہ سے وہ وفاداری کرتی ہے۔ اور وفاداری

کرنے کی وجہ لوگوں کی طرف سے جو جو سختیاں اس پر ہوئیں وہ کسی اور پر نہیں ہوئیں۔ ان سختیوں کے باوجود وہ گورنمنٹ کی وفادار ہے ⁂

گورنمنٹ کی مخالفت آسان ہے۔ وفاداری مشکل

آج کل گورنمنٹ کی مخالفت آسان ہے۔ اور اس سے وفاداری کرنا مشکل ہے۔ گاندھی جی کو کبھی پتھر نہ پڑے۔ نہ کبھی مالوی جی کو پتھر پڑے۔ لیکن ہمیں گورنمنٹ کی وجہ سے پتھر پڑے۔ ہمارے لئے کنوؤں سے پانی لینا بند کیا گیا۔ مقدمات میں گھسیٹا گیا۔ ہم سے مقاطعہ کیا گیا۔ مگر پھر بھی ہم نے اپنے اصل کو نہیں چھوڑا ⁂

خلیفہ اور گورنمنٹ کی مخالفت

ہاں یہ یقینی بات ہے۔ کہ ہر شخص جو کسی کو امام مانتا ہے۔ وہ اسے گورنمنٹ پر ترجیح دیتا ہے۔ اور اس وجہ سے ہر ایک سچا احمدی خلیفۃ المسیح کو سب دنیوی حکام پر ترجیح دیگا۔ مگر جب کہ احمدیت کی مذہبی تعلیم یہ ہے۔ کہ ہر ایک گورنمنٹ سے وفاداری کرو۔ تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کسی وقت کوئی خلیفہ کسی گورنمنٹ کے خلاف فساد کرنے کا حکم دیگا۔ یا اس کے احکام کے توڑنے کی تعلیم دیگا۔

اگر یہ ممکن تو ہے۔ کہ کسی وقت گورنمنٹ کے احکام اور خلیفہ کے احکام میں اختلاف ہو جائے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بالکل ممکن ہے۔ لیکن باوجود اس کے فساد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسلامی تعلیم نے ان سب امور کا علاج پہلے سے تجویز کیا ہوا ہے۔ ہم فرض کر لیتے ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ کسی وقت کوئی ایسا حکم دے۔ جو کسی گورنمنٹ کے حکم کے خلاف ہو۔ مگر باوجود اس احتمال کے فساد کا کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں جماعت کے لوگوں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ خلیفہ وقت کو توجہ دلائیں۔ کہ ان کا حکم گورنمنٹ کے خلاف ہے۔ آگے دو صورتیں ہونگی۔ یا ان لوگوں کا خیال غلط ہوگا۔ تب تو یہ جھگڑا آپ ہی طے ہو جائے گا۔ یا پھر ان کا خیال درست ہوگا اس صورت میں خلیفہ وقت کا فرض ہوگا۔ کہ وہ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرے۔ اگر وہ مناسب سمجھے۔ تو اپنے حکم کو بدل دے۔ اور اگر یہ مناسب نہ سمجھے تو گورنمنٹ کو توجہ دلائے۔ کہ اس کا حکم احمدی جماعت کے مفاد کے خلاف ہے۔ یا ان کی مذہبی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے وہ اس حکم کو بدل دے۔ اگر گورنمنٹ نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا۔ تو فبہا اور اگر نہ تسلیم کیا۔ تو خلیفہ وقت غور کرے گا۔ کہ کیا اس کا حکم کسی ایسے امر کے متعلق ہے۔ جسے حکومت کی خاطر ترک کیا جا سکتا ہے۔ یا کسی ایسے امر کے متعلق ہے جسے کسی صورت میں ترک نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ ایسا معاملہ ہوا کہ جسے ترک کیا جا سکتا ہے۔ تو وہ اس مقام پر پہنچ کر اپنے حکم کو بدل دیگا اور اگر اس کے نزدیک وہ معاملہ اہم ہوا جسے ترک نہ کیا جا سکے۔ تو اس صورت میں وہ اپنی جماعت کو حکم دے گا۔ کہ امن کے ساتھ وہ اس گورنمنٹ کے علاقہ سے نکل جائے۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس تعلیم کے ماتحت کوئی فساد ہو ہی نہیں سکتا۔

چھوڑا نہیں جا سکتا۔ تو حسب حکم شریعت وہ اپنی جماعت کو حکم دے گا۔ کہ امن کے ساتھ وہ اس گورنمنٹ کے علاقہ سے نکل جائے۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس تعلیم کے ماتحت کوئی فساد ہو ہی نہیں سکتا۔

حضرت مسیح ناصری کا فیصلہ

زیر بحث سوال کے متعلق حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا بھی ایک فیصلہ موجود ہے۔ گورنمنٹ اس فیصلہ پر ہی غور کر کے ہدایت پا سکتی تھی۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ ان کے پاس کچھ لوگ آئے۔ انہوں نے قیصر کو جزیہ دینے کے متعلق دریافت کیا۔ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ کسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو پھنسائیں۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کو کیا ہی لطیف جواب دیا۔ کہ جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو" (متی ۲۲/۲۱)۔ جس کا مطلب یہی ہے۔ کہ میں قیصر کا مخالف نہیں ہوں۔ کیوں نہ اس افسر نے یہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیا۔ یہی منشاء حضرت مسیح علیہ السلام کا اس جواب سے تھا۔ کہ میرے اور قیصر کے احکام کے درمیان کبھی ٹکراؤ نہ ہوگا۔ وہ جانتے تھے۔ کہ میری تعلیم قیصر کے مخالف نہیں۔ اسی لئے تو انہوں نے ان کو دیا کہا۔ کہ جو قیصر کا ہے۔ قیصر کو دو۔ اور جو خدا کا ہے۔ خدا کو ادا کرو۔ یعنی ملک میں بدامنی اور شورش پیدا نہ ہونے دو۔ حضرت مسیح نے ان کو بتا دیا۔ کہ قیصر کی حکومت ہے۔ اور جس کی حکومت ہو۔ اگر وہ مانگے تو اس کو جزیہ دینا چاہیئے۔ تم اسے بھی دو۔ کہ امن قائم رہے۔ اور خدا کا حق بھی ادا کرو۔ کہ وہ بھی خوش رہے۔ حضرت مسیح نے جو کچھ ان کو کہا۔ وہ اسی تعلیم کے مطابق تھا۔ جو تمام نبی دیتے چلے آئے۔ لیکن باوجود اس حکم کے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنا درجہ قیصر سے کم سمجھتے تھے۔ ہاں وہ خود شریعت کے حکم کے مطابق اس کے فرمانبردار تھے۔ اور مسیح کے ماننے والے دونوں کے فرمانبردار اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم قیصر کے احکام کے برخلاف نہ تھی۔ اس لئے مسیح اور قیصر کے احکام کا کبھی ٹکراؤ نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر ہو جاتا۔ تو وہ بھی یہی حکم دیتے۔ جو دوسرے نبی دیتے آئے۔ اور جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا۔

گورنمنٹ کی مذہب میں دست اندازی

گورنمنٹ کا حکم دنیاوی امور میں ہے۔ لیکن مذہب میں نہیں۔ اور اگر گورنمنٹ مذہب میں دست اندازی نہ کرے گی۔ تو کوئی ٹکراؤ نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر باوجود اس بات کے کہ دنیاوی امور میں امام بھی گورنمنٹ کے احکام کے ماتحت ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس کے اور گورنمنٹ کے حکم میں کوئی ٹکراؤ ہو۔ گورنمنٹ مذہبی امور میں دست اندازی کرے۔ اور باوجود اس بات کی کوشش کے کہ وہ اس دست اندازی کو چھوڑ دے۔ گورنمنٹ دست اندازی نہ چھوڑے۔ تو اس صورت میں بھی یہی ہوگا۔ کہ امام یہ کہے گا۔ کہ چونکہ ہمارے مذہب میں دخل دیا گیا ہے۔ اور کوئی صورت سمجھوتہ کی نظر نہیں آتی۔ اس لئے ہم اس ملک سے نقل کر کے کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ لیکن ہم ملک میں فساد نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس ملک کو چھوڑ سکتے ہیں ⁂

امام جماعت احمدیہ کی فضیلت

بہرحال آسمانی حکومت کا نائب ہونے کے لحاظ سے امام جماعت احمدیہ کو درجہ میں گورنمنٹ پر فضیلت حاصل ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ شریعت کے حکم کے مطابق جس گورنمنٹ کے ماتحت رہے۔ اس کے احکام کی اتباع کا پابند بھی ہے۔

کس حالت میں احمدی آزاد ہونگے

پس چونکہ گورنمنٹ مذہب میں دست اندازی نہیں کرتی۔ اس لئے یہ صاف ہے۔ کہ اسے امام جماعت احمدیہ سے اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر گورنمنٹ مذہبی امور میں دخل دے گی۔ اور ان میں دست اندازی کریگی۔ تو پھر کوئی احمدی گورنمنٹ کی بات نہیں مانے گا۔ اور اس صورت میں امام جماعت احمدیہ کا فرض ہوگا۔ کہ گورنمنٹ پر حجت تمام کر کے اس کے ملک سے نکل جانے کا اپنی جماعت کو حکم دے۔ لیکن اگر گورنمنٹ نہ تو اپنے حکم کو بدلے۔ اور نہ ملک سے نکلنے کی اجازت دے۔ تب بے شک احمدی آزاد ہوں گے۔ کہ انسانیت کے ابدی حقوق کی حفاظت کے لئے جو کچھ چاہیں کریں۔ پس احمدیت کی تعلیم نہایت امن پسند ہے۔ اور اس کے مطابق فساد کا کوئی خطرہ نہیں۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ اس کے ملک میں ایسی باامن لیکن اپنے اصول کی پکی جماعت پائی جاتی ہے ⁂

دعا

میں آخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ گورنمنٹ کی آنکھیں کھولے۔ تا وہ اس حقیقت کو سمجھے۔ کہ جو مذہب اپنی تعلیم کے لحاظ سے پُرامن ہے۔ وہ فساد نہیں کر سکتا۔ اور اس کا کسی حکومت سے ٹکراؤ نہیں ہو سکتا۔ خدا ان کو یہ بھی توفیق دے۔ کہ وہ سوچیں۔ کہ اگر دنیا میں ان کی حکومت قائم ہے۔ تو ان کے اوپر بھی ایک حکومت ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی حکومت ہے جس کے دین اور مذہب میں دست اندازی اچھی نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ کسی کے دین اور مذہب میں دست اندازی نہ کریں۔ کیونکہ یہ عقل سے بعید ہے۔ اور عقلمند انسان اپنے دائرہ سے باہر نہیں جایا کرتا۔ بلکہ اس دائرے کے اندر رہ کر سب کام کیا کرتا ہے ⁂

ایک ٹریکٹ

ایک ٹریکٹ جس میں حضور امام جماعت احمدیہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ر اپریل ۲۷ء چھپوایا گیا ہے۔ اڑھائی روپیہ سینکڑہ پر علاوہ محصولڈاک مل سکتا ہے۔ احباب منگالیں ⁂

ایک احمدی خاتون کا خواب اور اس کی تعبیر

دین کیلئے ہر قسم کی قربانی کرنیکا اقرار

ذیل میں جس خاتون کا خواب درج کیا جاتا ہے - وہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی نواسی مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی صاحبزادی ہیں - خواب کے نہایت با اثر ہونے کے علاوہ محترمہ راقمہ نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے حضور اپنے اخلاص اور دینی خدمات کا شوق جن الفاظ میں ظاہر کیا ہے - وہ بہت ہی مؤثر ہیں - اور بڑی خوشی کے ساتھ کہا جا سکتا ہے - کہ جس جماعت کی خواتین میں دین کے متعلق اس قدر جوش اور اخلاص پایا جائے - اس کے مستقبل کے شاندار ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا - خدا تعالیٰ ہماری جماعت کی ہر ایک خاتون کو ایسا ہی جوش عطا فرمائے - (ایڈیٹر)

سیدی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

قریباً ایک ہفتہ ہوا - کہ میں نے خواب دیکھا - کیا دیکھتی ہوں - کہ جہاں ہماری مسجد اقصیٰ ہے - جگہ تو یہی ہے - اور ہے بھی مسجد ہی - مگر مسجد کا نقشہ یہ نہیں - جو اسوقت ہے - بلکہ بہت وسیع اور خوبصورت ہے - اور اس میں ایک خوبصورت ممبر ہے - جس کی پانچ سیڑھیاں ہیں - اس کی چوتھی سیڑھی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں - اور دوسری سیڑھی پر حضور کھڑے ہیں - لباس حضور کا بالکل سفید ہے - اور ہاتھ میں عصا ہے - مسجد کا وسیع میدان سفید پوش انسانوں سے بھرا ہوا ہے -

میں بھی اس مجلس میں ہوں - حضور تقریر فرما رہے ہیں - تقریر تو اس وقت ذہن میں نہیں - مگر اتنا یاد ہے - کہ کچھ تقریر فرمانے کے بعد حضور نے فرمایا "آپس کے تفرقے مٹا دو - آپس کے نفاق دور کرو - آپس کے تنازعے" (آگے مجھے یاد نہیں -) اسی طرح حضور نے تین بار فرمایا - پھر فرمایا "یہ بربادی و ہلاکت کی چیزیں ہیں" پھر فرمایا "سب آج سے حلف اٹھاؤ - حلف اٹھاؤ - کہ نفاق و کدورتوں سے قطعی کنارہ کرینگے" یہ فرما کر حضور خاموش ہو گئے - تو حضور مسیح موعود علیہ السلام (روحی فداک) نے لوگوں کی طرف دیکھا - اور فرمایا "تم نے سنا محمود نے کیا کہا ہے" اس پر سامعین نے سر جھکا لئے - میں یہ تقریر سنتی ہوں - اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں - دل میں کہتی ہوں - حلف کیا میں چل کے بیعت کرتی ہوں - پھر اسی ارادہ سے اٹھی - اور مجلس میں سے گذر کر ممبر کے پاس پہنچی - اور اپنا ارادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ظاہر کیا - اور عرض کیا - کہ میری تو اس امر کے لئے بیعت لیجئے - اہل مجلس میری اس بات سے ہنسنے لگے - تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کی - حضور لوگ میری ناطاقتی اور کم مائیگی اور اتنا بڑا اقرار دیکھکر ہنستے ہیں - قربان جاؤں - حضور نے شفقت سے فرمایا - "ان کو ہنسنے دو - آؤ آؤ میں تمہاری بیعت لوں" اس کے بعد بیعت کرنا تو مجھے یاد نہیں - مگر روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی - اور اسی وقت میں میری آنکھ کھل گئی - اس وقت صبح کی اذان ہو رہی تھی - میرا تکیہ اور آستین آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے -

میں سوچتی تھی - یہ کیا خواب ہے - اور مجھے کیا کرنا چاہیئے آج ایک ہفتہ کے بعد اخبار "الفضل" آیا - اس میں حضور کا وہ دردانگیز خطبہ پڑھا جسمیں حضور نے مسلمانوں سے تین مطالبے فرمائے - میں سمجھتی ہوں - یہی میرے خواب کی تعبیر ہے - اور وہ تین دفعہ کا ارشاد یہی تین مطالبے تھے -

خواہ حضور کچھ فرمائیں - میں مکرر اس امر کے متعلق بیعت کرتی ہوں - کہ میں دین اسلام کی خدمت کے لئے کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرونگی - اگرچہ پہلے بھی سب جان و مال اس دین پاک کی عزت و حرمت پر نثار ہے - اور حضور کے ہر حکم پر دل آمنا و صدقنا پر تیار ہے -

حضور بھی دعا فرمائیں - ہمارا فرقہ اناث جو تعلیم سے دور ناقص العقل - ناقص الدین - پھر اس پر کمزور ناطاقت اور ساتھ ہی خانگی افکار و مصائب - یہ ایسی زنجیریں ہیں جن سے ذرا چھٹکارا نہیں ملتا - کہ یہ بھی خدمات دینی میں حصہ لے سکے - اگرچہ ہم تعلیم و عقل میں مردوں سے پیچھے اور بہت پیچھے ہیں - مگر دینی تڑپ اور مذہبی جوش میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں - مرد آزاد اور خود مختار ہیں - ذی علم ہیں - وہ زبان سے قلم سے مال سے جان سے ہر طرح خدمت دین کر سکتے ہیں - اور کرتے ہیں - مگر ہمارے لئے خدمت دین کے بہت کم موقعے ہیں - اسی لئے ہمارے جوش ابلتے ہیں - مگر ان بے سامانیوں کے چھینٹوں سے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں - اللہ تعالیٰ کے پاس سب طاقتیں ہیں - ہماری نیتوں کو دیکھکر کچھ عجب نہیں - کہ ہمارے لئے بھی ایسے سامان اور آسانیاں پیدا کر دے - کہ ہم بھی خدمات دین کی سعادت حاصل کر سکیں - مکرر حضور سے دعا کی التجا ہے -

حضور کی ناچیز خادمہ عاجزہ امۃ الحفیظ - از مانڈلے

مومن قوم کے اصحاب توجہ کریں

میں بہت ممنون ہونگا - اگر قوم مومن انصار و نوربافان کے احمدی اصحاب اپنے پتوں سے مجھے اطلاع دینگے - تاکہ ایک جلسہ شوریٰ منعقد کر کے مومن قوم میں جسکی تعداد چار کروڑ کے قریب ہے - تبلیغ احمدیت کی تجاویز سوچی جائیں - محمد عبد السمیع احمدی - تاجر کتب امروہہ -

آہ! عمی جان مرحومہ

نظم عزیزہ سعیدہ بنت مولوی محمد عمر صاحب شوکت بہ اظہار غم محترمہ حمیدہ خاتون صاحبہ مرحومہ زوجہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب - بی - ایم - ایس بجنور

لے چلے کس کو فرشتے عالم خاموش میں
اے زمین گور کس کو لے لیا آغوش میں
رحمت حق کس کی خاطر آج آئی جوش میں
کیا کوئی مدہوش دنیا آ گیا ہے ہوش میں

دیکھ اے دنیا نظر تیری کسی کو کھا گئی
اک کلی تھی جو کھلی بھی اور پھر مرجھا گئی

آہ! عمی جان ہے بے لطف سی اب زندگی
آپ دنیا میں نہیں کس طرح ہو دل بستگی
چھا رہی ہے ہر طرف میرے لئے اک خامشی
آپ دنیا سے گئیں اور لے گئیں میری خوشی

ایک غم خانہ ہے اب سارا جہاں میرے لئے
میری آہوں میں زمین و آسماں میرے لئے

یاد آ آ کر بہت پہروں رلاتی ہیں مجھے
آپ کی پرلطف باتیں اب ستاتی ہیں مجھے
میری آنکھیں آپ کو ہر دم دکھاتی ہیں مجھے
آپ عمی جان ہر دم یاد آتی ہیں مجھے

آپ تو آرام سے فردوس میں ہیں جلوہ گر
میں تڑپتی ہوں تو تڑپوں آپ کو کیا ہے خبر

آپکے آنے سے پہلے آپکا وہ نام تھا
یہ کسے معلوم تھا آنے کا یہ انجام تھا
گھات میں ہی آپکے ہی چرخ نافرجام تھا
روز و شب اس غم میں گرنا قیدیٔ آلام تھا

لکھنؤ اتنا پسند آیا ہے عمی جان کو
چھوڑ کر اس کو کہاں جانا ہے عمی جان کو

آپ کے ہم بھی کوئی ہیں آپ کو کچھ یاد ہے
آپ کو کچھ بھی خیال عالم ایجاد ہے
آپ ہیں اور باغ جنت آپکا دل شاد ہے
ہاں مگر دنیا میں کوئی محو صد فریاد ہے

دیکھئے تو اب سعیدہ کس قدر رنجور ہے
کیا مروت کا زمانے میں یہی دستور ہے

مجاہد بخارا کی آمد

تقریباً دو سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارے مشہور مجاہد بھائی محمد امین خانصاحب تیسری بار بخارا کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ان حالات اور مشکلات کا اندازہ ہم یہاں بیٹھے ہرگز نہیں لگا سکتے۔ جو ان کے سامنے آتی رہیں۔ اور آنے والی تھیں۔ دو سرحدوں کے پار تیسرے ملک میں جہاں کی نہ زبان سے واقفیت اور نہ چال چلن کا علم۔ جہاں کا آئین سلطنت نرالا۔ اور جہاں مذہب کے نام کو جڑھ سے کاٹنے کی سرتوڑ کوشش وہاں کی حکومت کی طرف سے جاری ہے۔ معمولی سامان سفر کے ساتھ بغیر حصول پاسپورٹ کے جانا عجیب قسم کی سرفروشی ہے۔ کوئی انسان بغیر تجربہ کے بعض کاموں کا عزم کر لیتا ہے۔ لیکن جب وہ اس میں پڑ کر موت نما ہاں دردناک موت نما مصائب کے نظارے پے در پے ایک لمبے عرصہ تک دیکھ لیتا ہے۔ تو دوبارہ سہ بارہ ایسے عزم کرنے میں غور اور فکر کے میدان میں ضرور چکر لگاتا ہے۔ مگر ہمارا یہ پیارا بھائی عجیب دل گردے کا انسان ہے۔ کہ اس کے لئے جیل کی کوٹھڑیاں اور حکام کی ماریں پُر فزا باغ اور باد نسیم کے جھونکوں کے برابر ہیں۔ اور موت اور اس کے نظارے حیات جاودانی کے مساوی۔ وہ سفر پر گیا اور سخت ترین مصائب کا نشانہ بنا۔ ان دکھوں اور دردوں نے وہاں کی فضاء میں لہر پیدا کر دی۔ جو کہ پیارے کی موت کا بے تار برقی پیغام بن گئی۔ اور سب سے پہلے یہ خبر ہمارے پیارے امام ہاں اس امام کو ملی۔ جس کا دل اپنی مضبوطی کے لحاظ سے پہاڑ کا حکم رکھتا ہے۔ گو اس کے قلب کے مخفی پردے اور تیز بصیرت اس کو کچھ اور ہی بتا رہی ہو۔ مگر اس کے دل نے اس قدر جنبش ضرور کھائی۔ کہ اس خبر پر اس کے دل نے اس کے لبوں کو حرکت دیدی۔ اور اس طرح یہ خبر پھیل گئی۔ کہ ہمارا پیارا بھائی اس تیسری بار کے سفر میں شہید ہو گیا۔ اس خبر کے ابتداً میں سننے والے احباب میں سے عاجز راقم بھی ایک تھا۔ یہ خبر ڈلہوزی کے مقام پر سنی گئی۔ میں نہیں جانتا۔ کہ دوسروں پر کیا اثر ہوا ہوگا۔ مگر میرے لئے تو وہ پُرفزا پہاڑ غاردار جنگل بن گیا۔ دل و دماغ کی وہ تاریں جن کی حرکت سے خوشی اور بشاشت کی علامتیں نمودار ہوتی ہیں۔ کالمعدوم ہو گئیں۔ رونا پیشہ بنا۔ اور افسردگی لباس۔ اہل مجلس اگر مردہ یا مردہ دل کہدیں تو نازیبا نہ تھا۔ آخر خدائے رحیم نے دستگیری فرمائی۔ اس نے خواب میں ایک نظارہ دکھایا۔ جو یہ تھا۔ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت امام ہمام نے مجھے کسی شخص کی تلاش کے لئے بھیجا ہے میں دو سرحدوں سے گذر کر تیسری سلطنت کے علاقہ میں گیا ہوں ایک میدان میں پہنچکر دیکھتا ہوں کہ ایک ہرنی زمین پر لیٹی ہوئی ہے اور ایک آدمی اس کے پاس بطور پاسبان بیٹھا ہے۔ میں نے پہلی نظر میں اس ہرنی کو مردہ سمجھا۔ لیکن غور سے دیکھنے پر مجھے اس میں زندگی کے علامات نظر آئے۔ اس وقت یہی ہرنی میرا مقصود سفر بن گئی۔ میرے دل میں خوشی پیدا ہو گئی۔ اور فوراً اس پاسبان کو ہرنی کے متعلق حفاظت وغیرہ کی ہدایات دیں۔ اور حضور امام کی خدمت میں خبر رسانی کے لئے واپس لوٹا۔ اور ایک ریلوے سٹیشن پر واپسی کا ٹکٹ لے رہا تھا۔ کہ آنکھ کھل گئی۔

اس خواب نے غم اور فکر کو کچھ کم کیا۔ اور میرے پیارے بھائی کی سلامتی کے متعلق دل میں کچھ امید پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد کئی ماہ تک کوئی خبر نہ آئی۔ آخر خدائے قادر مطلق نے ان کی سلامتی کی خبر پہنچائی۔ جس پر خدا تعالےٰ کا بے حد شکریہ دل میں پیدا ہوا۔ اور اس کی قدرت پر یقین مزید پیدا ہوا۔

یہاں پر میں اپنے پیارے بھائی سے مخاطب ہو کر چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ اے پیارے محمد امین۔ اے پیارے بھائی۔ اے سلسلہ احمدیہ کے جان نثار فرزند۔ ہرچند کہ آپ طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوئے۔ صعوبتیں سہیں۔ موت کے نظارے دیکھے۔ جیل خانے کاٹے۔ اپنے آپ کو بے یار و مددگار پایا۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ آپ ہرگز اکیلے نہ تھے۔ ہزاروں آپ کے ہم سفر تھے۔ سینکڑوں آپ کے مصائب کو اپنے اوپر وارد ہوتا محسوس کرتے تھے۔ پھر میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ آپ کو پیارے امام نے بھیجا تھا۔ اور ظاہراً اس سے جدا تھے۔ لیکن آپ اس کے آغوش دل سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہ تھے۔ پس کیا مبارک وجود ہے آپکا جس پر میں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بصد شوق مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ کی آمد آپ کی واپسی ہزاروں خوشیوں کا موجب ہے۔ آپ پیارے حضرت مسیح موعودؑ کے پیارے روحانی فرزند ہیں۔ آپکی ہم میں واپسی ہاں اس سفر کے بعد واپسی نئی پیدائش ہے۔

خاکسار حشمت اللہ

تحریک اتحاد مفت

حضرت اقدس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ نہایت ضروری خطبہ جو حضور نے ۱۶ مئی کو ارشاد فرمایا۔ بغرض افادہ عام مفت تقسیم کرنے کے لئے علیحدہ چھپوایا گیا ہے۔ احباب صرف محصولڈاک بھیجکر طلب فرماویں۔

عبدالوہاب ابن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ قادیان

مقامی انجمن کے ذمہ دار اصحاب سے

(از لوکل رپورٹر)

چند ہی دنوں کے اندر اندر یہ دوسرا افسوسناک واقعہ ہے۔ کہ ڈھاب کے ذریعہ دو قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ۲۷ جون دوپہر کے وقت صوفی تصور حسین صاحب مرحوم کا چھوٹا لڑکا جس کی عمر پانچ چھ سال ہوگی۔ ڈھاب میں گر پڑا۔ اور اس کے متعلق اس وقت علم ہوا۔ جب اسے گرے کئی گھنٹے ہو چکے۔ اس وجہ سے جانبر نہ ہو سکا۔

میں نے اسی قسم کے پہلے حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے حکام کے علاوہ لوکل منتظمہ کمیٹی کو بھی توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ کوئی ایسا انتظام کرے۔ جس سے اس قسم کے افسوسناک حادثات کا انسداد ہو سکے۔ چونکہ تازہ واقعہ نے ایسے انتظام کی ضرورت اور زیادہ واضح کر دی ہے۔ اس لئے کسی قدر تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔

چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے قادیان کی آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس لئے عام نگرانی اور دیکھ بھال کے متعلق کسی انتظام کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ مرد قریباً تمام دن فارغ کے کام میں یا گھر سے باہر دوسرے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں اور مائیں پردہ کی وجہ سے گھروں میں رہتی ہیں۔ ایسی حالت میں بچوں کو آزادی کے ساتھ ادھر ادھر پھرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ خطرات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غرقابی کا گذشتہ واقعہ بھی عین دوپہر کے وقت ہوا تھا۔ اور تازہ واقعہ بھی اسی وقت ہوا ہے۔

ان دونوں حادثوں کے وقت اتفاقاً مجھے ڈھاب کے پاس سے گذرنے کا موقع ملا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ ڈھاب کے قرب و جوار میں بہت چھوٹے چھوٹے لڑکے کھیل کود میں مصروف ہیں۔ اور کوئی بڑی عمر کا آدمی شاذ و نادر ہی دوپہر کی سخت دھوپ میں ادھر سے گذرتا ہے۔ ایسی حالت میں کسی لڑکے کا ڈھاب میں گرنا اور پھر کئی گھنٹوں تک اس کا پتہ نہ لگنا بالکل معمولی بات ہے۔

بچوں کو گھروں میں بند رکھنا بھی مشکل ہے۔ اور والدین کے لئے ہر وقت ان کی نگرانی کرنا بھی مشکل۔ اس لئے کوئی ایسی صورت تجویز ہونی چاہیئے۔ کہ بچوں کی جائز اور ضروری آزادی میں بھی فرق نہ آئے۔ اور حادثات یا دیگر ایسے ناگوار واقعات جن کی حقیقت تک بعد میں پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کے متعلق انتظام کیا جا سکے۔ میرے خیال میں اس کے متعلق فی الحال اتنا ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ کم از کم ایک ایسا آدمی جو مستعد اور سمجھدار ہو۔

اسی کام کے لئے مقرر کیا جائے۔ کہ وہ ایسے اوقات میں جبکہ عام طور پر ہماری جماعت کے لوگ ضروری امور میں مصروف ہوتے ہیں۔ یا ایسے اوقات میں جبکہ عموماً لوگ گھروں میں رہتے ہیں۔ اور باہر بہت کم نکلتے ہیں۔ باہر پھر کر عام نگرانی کرے۔ اور جہاں کوئی خطرہ اور نقصان والی بات دیکھے۔ اس کا مناسب طریق پر خود انسداد کرے۔ یا جلد سے جلد ذمہ وار اصحاب کو اطلاع دے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ مرد اور عورتیں تمام کے تمام کسی جلسہ یا وعظ میں شریک ہوتے ہیں۔ مثلاً جمعہ کی نماز کے وقت کسی تقریب کے موقع پر۔ یا درس کے وقت۔ ایسے موقعہ میں بچوں کی نگرانی یا دوسرے خطرات کے متعلق کوئی انتظام نہیں ہوتا جس کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ میں نے یہ جو کچھ عرض کیا ہے۔ محض اس امر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کیا ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ انتظام ذمہ وار اصحاب اس کی تفصیلات اور دوسرے حالات پر خود غور فرما سکتے ہیں۔ اور کئی مفید صورتیں ان کے سامنے آ سکتی ہیں۔ بہرحال کچھ نہ کچھ ہونا ضرور چاہیئے۔ خواہ وہ کسی صورت اور کسی رنگ میں ہو۔

ریلوے اسٹیشنوں پر مسلمانوں کو پانی کی تکلیف

میں نے صاحب ایجنٹ ریلوے لاہور کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ اکثر اسٹیشنوں پر ہندوؤں کے واسطے پانی پینے اور پلانے کا کافی سامان ہوتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے واسطے نہیں ہوتا۔ اور اگر مسلمان کہیں مجبوراً ہندوؤں سے پانی مانگتے ہیں۔ تو وہ انکار کر دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں ایجنٹ صاحب نے لکھا ہے کہ عام شکایت پر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ آپ خاص اسٹیشنوں کا نام لیں۔ کہ فلاں جگہ فلاں وقت پانی نہ تھا۔ اس واسطے عامۃ المسلمین سے ہم درخواست کرتے ہیں۔ کہ جہاں کہیں مسلمانوں کو پانی نہ ملنے کی شکایت پیش آئے۔ وہ ہمیں اطلاع دیں۔ اور ہم اس نقص کو رفع کرانے کی کوشش کریں گے۔ ہم نے صاحب ایجنٹ کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ کہ چونکہ موسم سخت گرمی کا ہے۔ اور بعض جگہ پانی نہ ملنے میں جان کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ اس واسطے اگرچہ ہم ہندوؤں کے پانی کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ اور اس کے استعمال کو جائز نہیں جانتے۔ اور ان کے پانی سے کوئی پکی ہوئی کھانا ہمارے لئے جائز نہیں۔ تاہم مجبوری کے طور پر ہو سکتا ہے۔ کہ پانی نہ ملنے کے سبب مسلمان کسی ہندو سے زبردستی پانی لینا چاہے۔ اور اس طرح خطرہ جھگڑے کا پیدا ہو۔ لہذا گورنمنٹ ریلوے اس طرف جلد توجہ کرے۔ لیکن صاحب ایجنٹ نے اس کا کچھ نہیں دیا۔ اور مطالبہ کیا ہے۔ کہ خاص اسٹیشنوں کے نام بتلائے جائیں۔ (اور نیز اوقات بتلائے جائیں)۔ اسی واسطے ہم بذریعہ درخواست ہذا تمام مسلمانوں سے خواہش کرتے ہیں۔ کہ جن اسٹیشنوں پر پانی کی دقت ہو وہاں کے [illegible]

دو احمدی بچوں کا دردناک قتل

چودھری محمد خان صاحب ساکن موضع دانا زید کا حال چک نمبر ۳۱ ایل ۱۱ ضلع منٹگمری نے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ کے متعلق اطلاع دی ہے۔ لکھتے ہیں: میرے دو عزیز جن میں سے ایک کی عمر ۹ سال کے قریب اور دوسرے کی چھ سال کی تھی۔ ۲۴ر جون جمعہ کے دن دو بجے دوپہر کے وقت نہایت بے رحمی اور سفاکی سے قتل کر دیئے گئے۔ دونوں بچے حسب معمول سکول میں پڑھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ سکول جائے رہائش سے صرف تین مربعہ کے فاصلہ پر ہے۔ گھر اور سکول کے راستہ میں ان کو قتل کیا گیا۔ بڑے لڑکے محمد اشرف کے سر پر اتنے زخم تھے۔ کہ سر بالکل چور چور ہو گیا۔ اور چھوٹے لڑکے محمد اسلم کو سر سے لیکر گلے تک اتنے زخم تھے۔ کہ ناک منہ کان کا کوئی نشان نظر نہ آتا تھا۔ پولیس مجرموں کے متعلق تفتیش کر رہی ہے

دو بے گناہ اور معصوم بچوں کا اس سفاکی اور بے رحمی سے قتل نہایت دردانگیز اور خطرناک ہے۔ اور پولیس کو نہایت سرگرمی کے ساتھ ایسے مجرموں کا پتہ لگانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جن کی خونخواری اور درندگی جنگل کے درندوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ اگر پولیس نے تندہی سے کام کیا۔ تو مجرموں کا سراغ ملنا مشکل نہ ہوگا۔ کیونکہ معصوم بچے کسی پرانی عداوت اور دشمنی کا یا کسی لالچ اور حرص کا بے رحمانہ شکار ہوئے ہیں۔ ورنہ ان کا کیا قصور ہو سکتا ہے۔

احمدی اصحاب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ مرحوم بچوں کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے لواحقین کو صبر بخشے۔ نیز ظالم اور جفا کار قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

ایہا الاحباب

میں نے ۱۰ جون کے الفضل میں ایک اعلان رعایتی کتب شائع کیا تھا۔ لیکن میں حیران ہوں۔ کہ وہ یا تو احباب کی نظر سے ہی نہیں گذرا یا احباب نے بے توجہی فرمائی۔ ورنہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ دوست اس اعلان کو پڑھ کر اپنے بھائی کے لئے دردمند نہ بنیں۔ بے شک چند انگلیوں پر گننے والے دوستوں نے چند کتب منگائی ہیں۔ جزاہم اللہ۔ لیکن جیسا کہ میرا خیال تھا۔ اگر یہاں دوست بھی چار چار روپیہ کی کتب خرید کریں۔ تب بھی یہ قلیل ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ مگر دوستوں نے یقیناً بے توجہی فرمائی۔ جس سے مجھے محسوس ہوا۔ کہ یا تو احباب اس پرانی دوکان کو بالکل بھول گئے یا جو کتب میرے یہاں ملتی ہیں۔ ان کی اب ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ ورنہ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ جبکہ میری تمام کتب جن کا اشتہار بھی برائے نام ہوتا ہے۔ اور جو سب کی سب مفید کارآمد تبلیغ و تعلیم و تربیت میں بے مثل ہیں۔ احباب نہیں منگاتے ہیں۔ اور پھر سب سے پہلی دوکان ہونے کی وجہ سے میں اس بات کا بھی مستحق ہوں۔ کہ تمام قادیان کی کتب میری معرفت منگائی جاہئیں۔ بلا کمیشن چارج کرنے کے اصل داموں سے لے کر بھیج جاویگی۔ امید ہے دوست میری التماس پر ضرور توجہ فرماوینگے۔ چونکہ جن کتب کا پیشتر رعائتی اعلان کیا گیا تھا۔ بسبب ضرورت پوری نہ ہونے کی وجہ سے اس میں ۲۵ دن اور بڑھا دیئے گئے ہیں۔ یعنی ۲۵ رجولائی ۱۹۲۷ء تک حسب ذیل رعائیت سے حسب ذیل کتب ملینگی۔ چنانچہ تمام دوست توجہ فرمادیں۔ والسلام۔ خاکسار محمد یامین تاجر کتب قادیان۔ المرقوم ۲۵ رجون ۱۹۲۷ء۔

نام کتب	قیمت اصل	رعایتی قیمت
اسلامی اصول کی فلاسفی	۵ر	۲ر
تقریروں کا مجموعہ	۶ر	۳ر
تقریر اور خط	۳ر	ار
لیکچر لاہور	۲ر	۱ر
دو تقریریں	۳ر	ـہر
مباحثہ مُدّی	۴ر	۳ر
خطبات نور ہر دو حصہ	عہ	۸ر
تفسیر سورۃ جمعہ	۳ر	ار
مباحثہ سرگودہا	۴ر	۲ر
صداقت اسلام	ار	ـہر
مباحثہ ختم نبوت	۳ر	ار
محبت الٰہی	۶ر	۳ر
صبغۃ اللہ	۶ر	۳ر
تعلیم خاتون	۴ر	۲ر
اخلاق خاتون	۴ر	۲ر
قطعات رنگین خورد ۸۰ اکاسٹ	۴ر	عہ
رد چکڑالوی	۵ر	۲ر
تردید کتاب فیض رحمانی	۳ر	ار
نکاح اردوید	۳ر	ار
سفید منارہ پنجابی منظوم	ار	ـہر

نام کتب	قیمت اصل	رعایتی قیمت
مباحثہ آریہ سماج	۲ر	۳ر
صادقوں کی روشنی	۵ر	۳ر
روحانی علوم	۲ر	ـہر
احمدی جنتری ۱۹۲۷ء	۲ر	۱ر
〃 〃 ۱۹۲۶ء	۳ر	ـہر
〃 〃 ۱۹۲۴ء	۳ر	ار
〃 〃 ۱۹۲۳ء	۲ر	ار
〃 〃 ۱۹۲۲ء	۳ر	ار
〃 〃 ۱۹۲۰ء	۳ر	ار
مباحثہ سنوری	۲ر	ار
موعود آخر الزمان	۲ر	ـہر
برہان الحق	۳ر	ار
بلائے دمشق	۳ر	ـہر
خمسین احادیث مترجم	۳ر	ار
خزینۃ العلوم	۶ر	۳ر
نیوگ شاستر	۴ر	۲ر
کلام حق منظوم	ار	ـہر
تجلیات الٰہیہ	ار	ـہر
نغمہ اکمل حصہ ششم	ار	ـہر
قادیان گائیڈ	۴ر	۲ر

نام کتب	قیمت اصل	رعایتی قیمت
قطعات رنگین کلاں کاسٹ	۳ر	ار
درثمین اردو	۴ر	۲ر
طریق دعا	ار	ـہر
مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے	۲ر	۱ر
اردو کا قاعدہ	ار	ـہر
عربی کا قاعدہ	۲ر	ار
فرائض مستورات	ار	ـہر
دینیات کا پہلا رسالہ	ار	ـہر
سلسلہ دینیہ نمبر ۱	ار	ـہر
〃 〃 نمبر ۲	ار	ـہر
پنج ارکان اسلام	ار	ـہر
اربعین مترجم	ار	ـہر
اسلامی نماز	ار	ـہر
تبلیغی مضامین	ار	ـہر
کلام محمود دوم حصہ	۳ر	ار
نغمہ اکمل مکمل پانچ حصہ	۱۲ر	۶ر
تقریر سیالکوٹ	۳ر	ار
گلدستہ احمدیہ حصہ اول	۳ر	ـہر
نور خلافت	ار	ـہر
تبلیغی کارڈ مختلف اقسام فی صد	۱۲ر	۶ر

نام کتب	قیمت اصل	رعایتی قیمت
اردو مختلف پرچے	۲ر	ار
آخر الانبیاء	ار	ـہر
نقشہ وفات مسیح	ار	ـہر
نغمہ اکمل حصہ ہفتم	ار	ـہر
ریاض النور	۴ر	۲ر
خیر البشر	ـہر	ـہر
گلدستہ احمدیہ حصہ دوم	۳ر	ار
ترکیب بند	۴ر	عہ
سچ بیان ہر دو حصہ پنجابی منظوم	۵ر	۲ر
تشحیذ مختلف	۴ر	۲ر
ادعیۃ الرسول	۲ر	ار
تفہیم دائم دی	ار	ـہر
تفسیر سورۃ اخلاص	۴ر	۲ر
تطبیق براہین پنجم	ار	ـہر
ہستی باری تعالیٰ	ـہر	ـہر
گلدستہ احمدیہ حصہ منظوم	۳ر	ار
شری نہ کلنک ودش	۴ر	۲ر
سفرنامہ پارشیس پنجابی منظوم	ار	ـہر
خلافت احمدیہ	بالکل	مفت

نام کتب	قیمت اصل	رعایتی قیمت
۲۰ اقسام کے تبلیغی ٹریکٹ		
تبلیغی خط	ـہر	ـر
ثبوت باری تعالیٰ	ـہر	ـر
ایک غلطی کا ازالہ	ـہر	ـر
شیعہ کے خط کا جواب	ـہر	ـر
روحانی تعلیم	ـہر	ـر
ہدایات	ـہر	ـر
مخمس	ـہر	ـر
اصولی اختلافات	ـہر	ـر
ہائے حسین	ـہر	ـر
شیعہ مذہب	ـہر	ـر
مجموعہ امین	شر	ـر
مسلمات شیعاتی	ـہر	ـر
حقیقی مذہب	ـہر	ـر
ختم نبوت	ـہر	ـر
چولا نانک صاحب	شر	ـر
چھپن سوالات	ـہر	ـر
گوشت خوری	ـہر	ـر
کرشن لیلا	ـہر	ـر
لائف آف کرشن	ـہر	ـر
اسلام کی برکات	ـہر	ـر

ان تمام کتب کے ملنے کا پتہ

محمد یامین تاجر کتب قادیان

ہائی کورٹ پنجاب کے فیصلوں کے خلاف صدائے احتجاج

ایڈیٹر و پرنٹر مسلم اوٹ لک سے اظہار ہمدردی

احمدیان بھدرک کی ہمدردی مسلم اوٹ لک سے

(تار بنام الفضل)

جلسہ احمدیان بھدرک سید دلاور شاہ صاحب احمدی ایڈیٹر اور نور الحق صاحب مالک مسلم اوٹ لک کو جو ان کی اس دلیری اور جرأت کے جو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت کی خاطر دکھائی قابل تعریف سمجھتے اور ان کی تکلیف میں ان سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

سیکرٹری جماعت احمدیہ بھدرک

طلباء احمدیہ ہوسٹل لاہور کا جلسہ

۲۶ جون ۱۹۲۷ء بوقت سات بجے شام زیر صدارت صوفی غلام محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل طلباء احمدیہ ہوسٹل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) ہم جمیع طلباء احمدیہ ہوسٹل لاہور عدالت عالیہ پنجاب کے اس تازہ فیصلہ پر جس میں اس نے سید دلاور شاہ صاحب بخاری ایڈیٹر مسلم اوٹ لک کو عدالت مذکور کی ہتک کے جرم کی پاداش میں چھ ماہ قید محض ساڑھے سات سو روپیہ جرمانہ اور مولوی نور الحق صاحب پرنٹر و پبلشر اخبار مذکور کو تین ماہ قید محض اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ اظہار افسوس کرتے ہوئے ہر دو اصحاب نیز دو اصحاب کے خاندانوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

(۲) ہر دو اصحاب کی مستقل مزاجی اور اولوالعزمی کی داد دیتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنے دین و مذہب اور اپنے پیارے رسول کی عزت کی خاطر بیش از بیش خدمات کا موقع دے۔ اور اس ابتلاء کے موقع پر ہر قسم کی لغزشوں سے محفوظ رکھے۔

(۳) تمام مسلمانوں سے پر زور درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس مصیبت کے موقعہ پر مسلم اوٹ لک کی درمے قدمے سخنے امداد فرمائیں۔ کم از کم تمام وہ مسلمان جو انگریزی پڑھنا جانتے ہیں۔ ضرور اس کے خریدار رہیں۔

خاکسار حبیب اللہ خاں سیکرٹری احمدیہ ہوسٹل ایسوسی ایشن لاہور

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور کا جلسہ

۲۲ جون ۱۹۲۷ء زیر صدارت ڈاکٹر سید عنایت اللہ شاہ صاحب "احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور" کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) ہم ممبران "احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور" اس تکلیف پر جو عدالت عالیہ پنجاب کے تازہ فیصلہ سے سید دلاور شاہ صاحب بخاری ایڈیٹر "مسلم اوٹ لک" اور مولوی نور الحق صاحب پرنٹر [illegible] کو پہنچی ہے۔ ان سے اور ان کے متعلقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

(۲) ہم ان ہر دو اصحاب کی عالی حوصلگی اور بلند ہمتی پر صد ہا تحسین بلند کرتے ہوئے دست بدعا ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنے پیارے رسولؐ کی عزت کے تحفظ کے لئے اس سے بھی بڑھ کر قربانیوں کا موقعہ دے۔ اور وہ اس امتحان کے موقعہ پر بھی ثابت قدم رہ کر حقیقی اور صحیح خوشی کے وارث ہوں۔

(۳) ہم اس بات پر اظہار افسوس نہیں کرتے۔ کہ وہ کیوں جیل میں بھیجے گئے۔ بلکہ ہمیں افسوس اس بات کا ہے۔ کہ اپنے محبوب ترین رسول کی عزت کی حفاظت کے ضروری فرض کو سر انجام دیتے ہوئے جیل میں بھیجے جانے کی عزت ہمارے لئے کیوں مقدر نہ ہوئی

(۴) ہم تمام مسلمانان ہند سے پُر زور اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ و صیانت کیلئے متحد ہو جائیں۔ اور کفر و ضلالت کے اٹھتے ہوئے سیلاب کا سد باب کرنے کیلئے سر [illegible] قربانیوں کیلئے ہمہ تن تیار ہو جائیں۔

سید فضل الرحمٰن سیکرٹری احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن۔ لاہور

مسلمانان کوہاٹ کا جلسہ

۲۴ جون ۱۹۲۷ء کو بعد نماز جمعہ جناب حاجی بہادر صاحب کی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ نے ذیل کی قرار دادیں بالاتفاق پاس کیں:-

(۱) مسلمانان کوہاٹ کا یہ جلسہ گورنمنٹ ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ جسٹس کنور دلیپ سنگھ کو ہائی کورٹ پنجاب کی ججی سے برطرف کیا جائے۔ جس کو مسلمانوں کے جذبات و قانون کے صحیح مفہوم کا اس قدر بھی علم نہیں ہے۔ جتنا کہ الہ آباد کے فاضل جج جسٹس مسٹر دلالی کو ہے۔ جس نے "وچتر جیون" کے مصنف کو بسبب توہین پیغمبر علیہ السلام مجرم قرار دیکر سزا بحال رکھی۔ اور مسلمانان ہند کو دادرسی کا ثبوت دیا۔

(۲) مسلمانان کوہاٹ کا یہ جلسہ مسلم اوٹ لک کے کار پردازان مولوی نور الحق صاحب و سید دلاور شاہ صاحب بخاری کی خدمت میں ان کے سچے اور ایماندارانہ بیان پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ پروردگار دیگر مسلمانوں کو بھی اپنے پیارے نبی پر جانثاری کی توفیق بخشے۔

احمد گل سیکرٹری خلافت کمیٹی کوہاٹ

مسلمان میانوالی کا جلسہ

میانوالی کے مسلمانوں نے ایک عام جلسے میں جو زیر صدارت خان زمان خان صاحب مورخہ ۲۶ جون کو منعقد کیا گیا۔ ذیل کے ریزولیوشن پاس کئے۔

(۱) میانوالی کے مسلمانوں کے اس عام جلسہ کی رائے ہے۔ کہ رنگیلے رسول کے مقدمہ میں مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ سے مسلمانوں کے مذہبی محسوسات کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کے محسوسات کو صدمہ پہنچتا رہیگا۔ جب تک اسے منسوخ نہ کیا جاوے۔

(۲) میانوالی کے مسلمانوں کا یہ عام جلسہ پرنٹر مسلم اوٹ لک اور ایڈیٹر کے ساتھ ان کی موجودہ مصائب میں ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس جلسہ کی رائے ہے۔ کہ ان پر موجودہ تکالیف اس وجہ سے نازل ہوئی ہیں۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کے حقیقی جذبات کا اظہار کیا۔

(۳) ان دو ریزولیوشنز کی نقلیں بحضور جناب گورنر پنجاب اور اردو و انگریزی اخبارات میں بھجوائی جائیں۔

خان محمد زمان۔ پریذیڈنٹ جلسہ۔

مقدمہ "ورتمان" ہائی کورٹ میں

حکومت پنجاب نے گورنمنٹ ایڈووکیٹ کی وساطت سے عدالت عالیہ لاہور میں ایک درخواست پیش کی ہے جس میں حکومت نے اس امر کی استدعا کی ہے کہ رسالہ ورتمان کا مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت سے عدالت عالیہ میں منتقل کر دیا جائے۔ چیف جسٹس نے انتقال مقدمہ کی درخواست کی سماعت کی۔ جسٹس موصوف نے ملزم کے نام نوٹس جاری کیا ہے جس میں اس سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ۹ جولائی تک وجہ بیان کرے۔ کہ کیوں رسالہ "ورتمان" کا مقدمہ عدالت عالیہ لاہور میں منتقل نہ کیا جائے۔ چیف جسٹس نے

منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔